بیاد امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ

ماہنامہ

جہانِ رضا

لاہور

دسمبر 2020ء

ایڈیٹر: عامر ابراہیم الاشعری

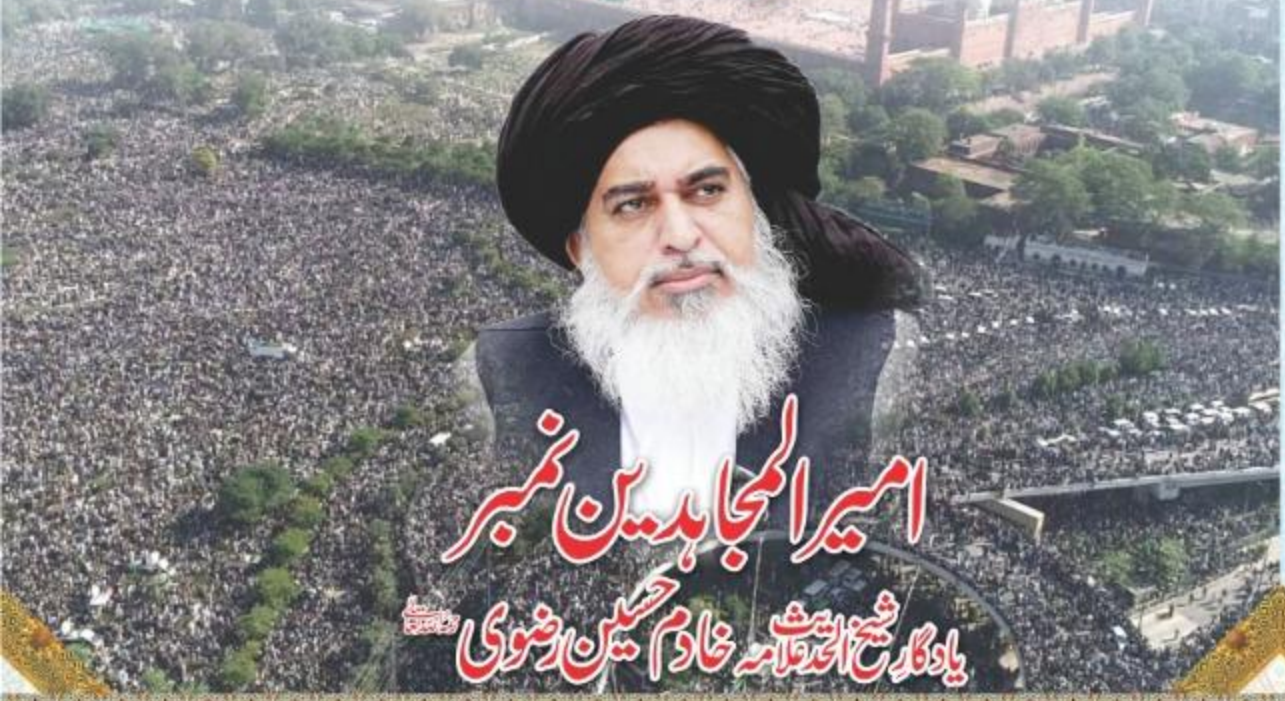

امیر المجاہدین نمبر

یادگار شیخ الحدیث علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ

چیف ایڈیٹر

محمد کاشف رضا

مرکزی مجلسِ رضا ○ لاہور

الحقائق کی مطبوعات

الحقائق پبلی کیشنز

دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور

kashifraza786678@gmail.com

0333-7861895 +92 423 7231895

امام احمد رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار کا ترجمان ونقیب

ماہنامہ

جہانِ رضا

لاہور

جلد نمبر 29 دسمبر 2020ء ربیع الثانی 1442ھ، شمارہ: 241

◎ بانی مجلس رضا: حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

◎ بانی ماہنامہ: پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

چیف ایڈیٹر: محمد کاشف رضا

ایڈیٹر: عامر ابراہیم الاشعری

نمبر شمار	عنوانات	زورِ قلم	صفحہ نمبر
1	ممتاز حسین قادری کا مولانا خادم حسین کے نام خط		2
2	مولانا خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں	محمد کاشف رضا کے قلم سے	3
3	زنداں میں جو گزرے وہ دن بڑے کام کے تھے	علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ مرتب: علی سنان	4
4	سیرت امیر المجاہدین علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ	محمد ساجد مدنی	6
5	علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ	مفتی منیب الرحمٰن	10
6	کردار میں بھری تھیں عزیمت کی بجلیاں!	غلام مصطفیٰ نوری	16
7	ابر رحمت تیرے مرقد پر گہر باری کرے	بنت مفتی عبدالمالک مصباحی	20
8	علامہ رضوی رحمۃ اللہ علیہ کے امتیازات	عون محمد سعیدی	23
9	آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی	مجلس علماء نظامیہ پاکستان	34
10	اسلام غیرت کا درس دیتا ہے	سید زمان علی جعفری قادری	45
11	یہ کیا سُنا کہ حضرتِ خادم چلے گئے	فردین احمد خاں فردین رضوی	48
12	بڑی سرکار کا بڑا چوکیدار	محمد اکرم ربانی	52
13	ویل چیئر والا فقیر	محمد اظہار الحق	56
	فرامین امیر المجاہدین		60

قیمت فی شمارہ -/50 روپے سالانہ چندہ -/600 روپے

مرکزی مجلس رضا

الحقائق پبلی کیشنز

خط و کتابت اور ترسیل زر اور ملنے کا پتہ

0333-7861895 - 0423-7231895

دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ لاہور

ممتاز حسین قادری شہید کا مولانا خادم حسین کے نام خط

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلی اٰلک و اصحابک یا حبیب اللہ

ازطرف غازی ملک ممتاز حسین قادری اڈیالہ جیل راولپنڈی 28-01-2016

عرشِ اولیٰ سے بھی اعلیٰ میرے نبی کا روضہ
ہے ہر جگہ سے بھی اعلیٰ میرے نبی کا روضہ

جناب محترم قبلہ حضرت استاذِ گرامی القدر علامہ مولانا حافظ خادم حسین رضوی صاحب السلام علیکم۔ اللہ کریم آپ کو سلامت رکھے اور اللہ کریم آپ کو ہمیشہ اپنی حفاظت میں فرمائے۔ آمین!

یہ جو مارچ آپ کی محنتوں اور کاوشوں سے یا رسول اللہ ﷺ مارچ کامیاب ہوا۔ اس کی مبارک باد آپ قبول فرمائیں۔ اور جو ان ظالم حکمرانوں نے آپ کو جیل میں رکھا اور آپ نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اللہ کریم آپ کو اس کا اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ کے لیے استقامت اور جرأت نصیب فرمائے۔

صبح و شام اللہ عزوجل اور اللہ کریم کے پیارے حبیب ﷺ سے میری یہی دعا ہے اللہ آپ کو کامیاب نصیب فرمائے اور میں ہمیشہ آپ کو کامیاب اور کامران دیکھتا رہوں۔

تمام علماء مقام اور اسیرانِ عظام کو یہ وصیت کرتا ہوں کہ علامہ خادم الحسین رضوی صاحب اور ڈاکٹر آصف جلالی صاحب کے ساتھ ہر قسم کا تعاون جانی، مالی، جسمانی اور روحانی فرمانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور اللہ اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ میری طرف سے آپ کو بہت بہت استقامت اور جرأت دکھانے پر مبارک باد۔

آپ اپنے آپ کو اکیلا نہ سمجھیں میری سانس، ہر قدم آپ کے ساتھ ہے۔ اللہ کریم اس جہادِ عظیم میں تحفظ ناموس رسالت آپ کو فتح کا تاج پہنائے۔ آمین!

آپ کے تمام گھر والوں اور بچوں اور اہل خانہ کو مجھ گنہگار کا سلام عقیدت۔

والسلام

اسیر اڈیالہ جیل

غازی ملک ممتاز حسین قادری

مولانا خادم حسین رضوی کی یاد میں

امیر المجاہدین مولانا خادم حسین رضوی کا ہمیں یوں داغِ جدائی دے جانا ایک ایسا المناک سانحہ ہے، جو ہمیں اپنی زندگی کی آخری سانس تک کرب و درد سے دوچار کرتا رہے گا۔ فکر و خیال میں دُور تک اس ''سانحے'' کے سائے سفر کریں گے۔ یادوں کے زنداں میں ہم عقیدت کی بیڑیاں پہنے ''یادِ رضوی'' میں عمر قید کاٹ جائیں گے، مگر اُن کے لہجے کا بانکپن، جس کا لفظ لفظ درد بھرا، حرف حرف انقلاب آفریں تھا، کبھی بھلا نہ پائیں گے۔ عزیمت کی سُونی راہوں میں اب مدتوں خاک اُڑا کرے گی، استقامت اب خادم حسین رضوی کو رویا کرے گی، اور کردار کی عظمت خود کو دلاسا دیتے ہوئے زیرِ لب گنگنائے گی کہ

ع جانے والے نہیں آنے والے

مولانا خادم حسین رضوی نے امام احمد رضا بریلوی کے ہاتھوں جو عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جام پیا، وہ انہیں اس قدر مست و بے خود کر گیا کہ وہ عشقِ رسول کا استعارہ قرار پائے، وہ تاجدارِ ختم نبوت کی غلامی کا نشان ٹھہرے، انہوں نے لاکھوں لوگوں کو ''ناموسِ رسالت'' پہ جان وارنے کا جذبہ عطا کیا، حُبِ نبی میں زندہ رہنے کا ولولہ دیا۔ اس عہدِ کم ظرف میں ''خادم حسین رضوی'' ایمانی قوت کی ایک ایسی للکار تھے، جس سے باطل کے ایوان تھر تھر کانپتے تھے۔ مجھے وہ شدید سردی، بارش اور دُھند میں لپٹی ''فیض آباد دھرنے'' کی راتیں نہیں بھولتیں، جب میں انہیں ختمِ نبوت کے تحفظ کے لیے بیٹھا دیکھتا تھا۔ اس مردِ قلندر نے قادیانیوں، سیکولر قوتوں اور قادیانی تحریک کے ایجنٹوں کے ناپاک ارادے خاک میں ملا دیے۔ بوڑھے فلک نے یہ منظر کس فرطِ عقیدت سے دیکھا ہوگا، فرشتے بھی اس غلامِ رسول کو محبت بھری نظروں سے دیکھتے ہوں گے، شہرِ کرم کی ''ہوائیں'' جو طوافِ روضہ کر کے ان کے چہروں کو مَس کرتی ہوں گی، تو ہماری ملکی ہواؤں سے کہتی ہوں گی ''صبحِ قیامت تک کوئی بھی ناموسِ رسالت اور ختم نبوت کو میلی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا، جب تک اس ملک میں ایک بھی خادم حسین رضوی زندہ ہے''۔

محمد کاشف رضا (چیف ایڈیٹر جہانِ رضا)

زنداں میں جو گزرے وہ دن بڑے کام کے تھے

علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ

مرتب: علی سنان

غالباً اتوار کا دن تھا جب مجھے گرفتار کیا گیا۔ میں رستے میں لوگوں کو دیکھتا تھا۔ سب اپنے کام کاج میں مصروف تھے، کوئی پھل بیچ رہا تھا تو کوئی بے فکر گھوم رہا تھا، کوئی خوش گپیوں میں مصروف تھا تو کوئی چپ بیٹھا تھا۔

میرے ذھن میں ایک ہی بات تھی: ''ایک جانب یہ لوگ ہیں جو اپنی زندگی میں مگن ہیں، اور تو کتنا خوش قسمت ہے کہ نبی علیہ السلام کے دفاع کیلئے تیرا انتخاب ہوا''۔

میرا سر فخر سے بلند ہو گیا اور میں نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا۔

جب جیل پہنچے تو انہوں نے میرا مذاق اڑانا شروع کیا، میرا مذاق اڑانے لگے کہ میں قدموں سے چل کر جیل کی طرف جاؤں۔ بھلا میں معذوری میں کیسے چلتا؟؟؟

پس انہوں نے مجھے گھسیٹنا شروع کیا اور مجھے گھسیٹ کر ایک تاریک کوٹھڑی میں پھینک دیا میری علالت کسی سے پوشیدہ نہیں، سب جانتے ہیں کہ مجھ سے فرش پر نہیں بیٹھا جاتا میں نے چھ ماہ فرش پر بیٹھے بیٹھے گزار دیئے، اف تک نہ کہا بعض دن تو ایسے تھے کہ میں سارا دن بھوکا پیاسا رہتا تھا، شدید کمزوری میں بھی دل ایک ہی بات کہتا تھا:

کیا ہی فرق پڑتا ہے اگر تجھے یہاں موت آ گئی؟؟؟؟ کیا تیرے لئے یہ کافی نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت پر فنا ہو جائے؟

جیل کی حالت عجیب تھی ، دیوار سے پانی بہتا رہتا تھا
دسمبر جنوری کی سرد راتوں میں شدید تکلیف ہوتی تھی

میرے ایک ساتھی سے برداشت نہ ہوا تو اس نے عملے کو کہا: "ہمیں کوئی ہیٹر رکھ دو کہ تم بھی دیکھتے ہو کہ یہاں ایسے لوگ بھی ہیں جو قاتل ہیں، ملک کا خزانہ لوٹنے والا بھی یہاں بیٹھا ہے، انہیں تو ہیٹر ملیں اور ہم پر ظلم کے پہاڑ توڑے جائیں؟؟؟

اسے یہ جواب دے کر خاموش کیا گیا: انہیں ہیٹر دینے کا آرڈر ہے تم لوگوں کو ہیٹر دینے کا آرڈر نہیں۔

میں مسکرا دیا، بھلا میں نے کوئی قتل کیا تھا؟؟؟ زنا کیا تھا؟؟؟؟ چوری کی تھی؟؟؟؟؟ میرا جرم تو فقط اتنا تھا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناموس کی بات کی میرا عمامہ میرا فخر ہے اور علمائے اسلام کی عظمت کی نشانی ہے، ایک روز انہوں نے مجھے لاٹھیوں سے مارنا شروع کیا تو عمامہ دور جا گرا، میرا ذھن خندق کے مقتل کی جانب لوٹ گیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مبارک ہاتھوں سے مٹی اٹھاتے تھے حتی کہ حضور علیہ السلام کی سفیدی پوشیدہ ہوگئی بس میرے دل کو قرار آ گیا کہ کونسا قیامت آ گئی کہ تیرا عمامہ گر گیا؟؟؟؟ سرد راتوں میں اکثر تو ایسا ہوتا تھا کہ وہ تمسخر کیلئے مجھ پر ٹھنڈا پانی گرا دیتے تھے اے امت مسلمہ! میں نے کبھی سر نہ جھکایا، اگر کوئی اور ہوتا تو اگلے ہی روز کہہ دیتا: اب ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بات نہ کروں گا۔

میں بس خود سے اتنا ہی کہتا تھا: اے شخص! تو نے حضور علیہ السلام کیلئے سختی دکھائی، ان کی عزت کا دفاع کیا، اب آخری وقت تک اس پر قائم رہنا۔

(میں گواہی دیتا ہوں تم نے اپنا وعدہ وفا کیا۔۔۔۔رحمہ اللہ تعالی)

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سیرت امیر المجاہدین
علامہ خادم حسین رضوی علیہ الرحمہ

محمد ساجد مدنی

ابتدائی حالات:

علامہ خادم حسین رضوی صاحب ضلع اٹک کے ایک گاوں نگا کلاں میں ایک زمیندار گھرانے میں 22 نومبر 1966ء کو پیدا ہوئے۔آپ کے والد کا نام لعل خان ہے آپ کا ایک بھائی جس کا نام امیر حسین ہے اور چار بہنیں ہیں آپ کے والد کا انتقال 2008 میں ہوا اور والدہ کا 2010 میں انتقال ہوا۔

تعلیمی سفر:

آپ نے سکول میں صرف چار جماعتیں پڑھیں تھیں اور آٹھ سال کی عمر میں ضلع جہلم کی طرف طلب علم دین کے لیے رخت سفر باندھا اور مدرسہ جامع غوثیہ اشاعت العلوم میں قاری غلام یٰسین صاحب سے حفظ قرآن شروع کیا آپ نے چار سال کے عرصے میں حفظ قرآن مکمل کیا اس وقت آپ کی عمر 12 سال تھی پھر آپ نے ضلع گجرات کے قصبے دینہ میں 2 سال قرات کورس کیا 14 سال کی عمر میں لاہور تعلیم کے لیے آئے 1988ء کو آپ نے دورہ حدیث شریف مکمل فرمایا آپ عربی کے ساتھ ساتھ فارسی پر بھی عبور رکھتے تھے آپ نے پہلی ملازمت 1993 میں محکمہ اوقاف پنجاب میں کی اور داتا دربار کے قریب پیر

مکی مسجد میں خطبہ دیا کرتے تھے پھر ختم نبوت اور ناموس رسالت تحریک چلانے کی وجہ سے آپ نے نوکری چھوڑ دی اور یتیم خانہ روڈ لاہور کے قریب واقع مسجد رحمۃ للعالمین میں خطابت کرتے رہے اور ساری زندگی مشاہرہ صرف 15000 لیتے رہے۔

رشتہ ازدواج:

آپ کی شادی اپنی چچازاد بہن سے ہوئی اور اللہ تعالی نے 2 بیٹوں اور 4 بیٹیوں سے نوازا بڑے صاحب زادے کا نام حافظ سعد حسین رضوی اور چھوٹے صاحبزادے کا نام حافظ انس حسین رضوی ہے آپ کے دونوں بیٹے حافظ قرآن اور درس نظامی عالم کورس کیا ہوا ہے۔

اقبال سے عشق کی وجہ:

آپ فرماتے ہیں کہ دوران تعلیم درسی کتب کے علاوہ جن کتب کا مطالعہ کرتا تھا ان میں ڈاکٹر اقبال کا فارسی مجموعہ کلام سرفہرست تھا 1988 میں کلیات اقبال خرید لی تھی اور نو عمری میں ہی اس قلندر شاعر کے افکار کا مطالعہ شروع کر دیا آپ فرماتے ہیں کہ گویا کہ اقبال کی روح نے مجھے اپنی طرف کھینچ لیا ہے اقبال کے کلام کے بعد علامہ اقبال کے شاعری کے استاذ مولانا روم علیہ الرحمہ کو پڑھا اور اور ان کے بیشتر کلام کو ازبر یاد کر لیا تھا آپ فرماتے ہیں کہ مجھے اقبال، مولانا روم اور اعلی حضرت فاضل بریلوی کی شاعری نے بہت زیادہ متاثر کیا اور یہ حضرات عشق رسول کے وہ جام پلاتے ہیں جنھیں پینے کے بعد کسی چیز کی حاجت نہیں رہتی اور اردو شعراء میں اکبر الہ آبادی کی شاعری پسند تھی آپ کو مطالعہ کا جنون رہتا تھا آپ سفرنامے بہت پڑھتے تھے آپ نے حکیم محمد سعید اور مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ کے تمام سفرنامے پڑھ ڈالے تاریخ اسلام کا مطالعہ آپ کی اولیں ترجیح تھی اور تمام مسلم سپہ سالار کی سیرت کا مطالعہ کرتے رہتے آپ فرماتے ہیں اسلام کے تمام سپہ سالار اپنی مثال

آپ ہیں لیکن حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ نے مجھے بہت زیادہ متاثر کیا ہے اور آپ کے مزار پر حاضری دینا ایک دیرینہ خواہش تھی اور الحمدللہ پوری ہوئی۔

تحریک لبیک یارسول اللہ کا آغاز:

آپ اپنی زندگی معمول کے مطابق گزار رہے تھے کہ غازی ممتاز حسین قادری علیہ الرحمہ نے جب گستاخ رسول سلمان تاثیر کو واصل جہنم کیا اور پھر غازی صاحب کو گرفتار کیا گیا اور ان کو پھانسی دے دی گئی اس واقعہ نے آپ کی زندگی میں انقلاب برپا کر دیا پھر جب ختم نبوت قانون میں تبدیلی کرنے کی کوشش کی گئی تو ملک گیر احتجاج ہوا اور فیض آباد میں بھرپور احتجاج کیا گیا جس کی وجہ سے اس تحریک کو بہت مقبولیت ملی اور 2018 میں 26 لاکھ کے قریب ووٹ حاصل کیے اتنے کم عرصے میں پاکستان کی 5 بڑی تحریک بن گئی اس تحریک کا اسلام مقصد نظام مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کا نفاذ رہا ہے اور علامہ خادم حسین رضوی صاحب آخری دم تک اسی نظام کے نفاذ کیلئے لڑتے رہے۔

ملفوظات:

1- آپ فرماتے ہیں کہ مجھے عشق رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی ماں کی گود سے ملا ہے میری والدہ اٹھتے بیٹھتے ہر بات میں ''میں صدقے یارسول اللہ'' کہا کرتی تھیں اور یہ جملہ میری روح و بدن میں بس گیا علامہ اقبال بھی ایک فارسی شعر میں کہتے ہیں جسکا ترجمہ کچھ یوں ہے یہ جو عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ملا ہے یہ میری ماں کی گود اور ندا سے ملا ہے۔

2- آپ فرماتے ہیں جب غازی ممتاز حسین قادری علیہ الرحمہ کی رہائی کی تحریک چلائی ہوئی تھی اور اسکی پاداش میں لکھپت جیل میں مجھے ڈال دیا تھا تو اس دوران غازی

صاحب کا خط آیا تھا اور اس خط کو میں اپنی بخشش کا بہانہ سمجھتا ہوں۔

3- آپ فرماتے ہیں علامہ اقبال کا یہ فرما: ''انسان دلیر اسی وقت ہوتا ہے جب سینے میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو''۔ یہی جملہ میری زندگی کی اصل ہے۔

4- آپ فرماتے ہیں میں ساری زندگی مدینے نہیں گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ میں آقا نامدار مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دیکھاؤں گا کہ آپ کی ناموس پہ حملے ہوتے رہے اور میں سب کچھ چھوڑ کر ادھر آ گیا۔

علامہ خادم حسین رضوی صاحب وہ واحد شخصیت ہیں جنھوں نے اس زمانہ میں امت مسلمہ کو ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر پہرہ دینے کیلئے بیدار کیا اور بچہ بچہ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر مر مٹنے کیلئے تیار ہو گیا آپ ہمیشہ ناموس رسالت پر پہرہ دیتے رہے اور اپنی زندگی اسی مشن پہ لگا دی اللہ تعالی نے آپ کو وہ حوصلہ اور جرات دی تھی کہ ملت کفر آپ کی للکار سے لڑکھڑاتی تھی ہمیشہ کفر آپ کی شخصیت سے خوف زدہ رہا آپ کو ناموس رسالت پر پہرہ دینے کی پاداش میں کئی بار جیل جانا پڑا اور سخت سے سخت عقوبتوں سے گزرنا پڑا لیکن آپ ہمیشہ استقامت کے پہاڑ بن کر ڈٹے رہے۔

عُلما کا دنیا سے جانا لوگوں کی ہلاکت کی علامت ہے۔(دارمی حدیث:241)

الوداع امیر المُجاہدین

بالآخر امام عزیمت 19 نومبر 2020 رات 8 بجکر 46 منٹ پر ہمیشہ کیلئے داغ مفارقت دے گئے دیکھ تو نیازی ذرا سو گیا کیا دیوانہان کی یاد میں شاید آنکھ لگ گئی ہو گی۔إنا لله وانا اليه راجعون

میرے جنازے پر رونے والوں فریب میں ہو بغور دیکھو
مرا نہیں ہوں غم نبی میں لباس ہستی بدل گیا ہوں

علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ

(1966ء-2020ء)

مفتی منیب الرحمٰن

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے محب، پاسبانِ ختم نبوت، محافظِ ناموسِ رسالت، مجاہدِ حرمتِ مقدّساتِ دین علامہ خادم حسین رضوی آن بان اور شان کے ساتھ جیے اور اُس سے بھی بڑی شان کے ساتھ عازمِ سفرِ آخرت ہوئے۔ جیے تو لبرلز کے سینے پر مونگ دلتے رہے، اُن کے دلوں میں چبھتے رہے، آنکھوں میں کھٹکتے رہے اور سفرِ آخرت پر چلے تو سب کو شرمسار کر گئے۔ سارے لبرلز زندگی میں انہیں کوستے رہے، دل کی بھڑاس نکالتے رہے، اپنی دانست میں اُنکے وڈیو کلپ نکال نکال کر عوام کے دلوں میں اُن کے وقار کو کم کرنے کی سعی کرتے رہے، لیکن اُن کی وفات کے بعد وہی لوگ عوام کے دلوں میں اُن کی بے پناہ محبت کے مظاہر دیکھ کر عظمت کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے، فیضؔ نے شاید انہی کیلئے کہا تھا:

مرے چارہ گر کو نوید ہو، صفِ دشمناں کو خبر کرو
جو وہ قرض رکھتے تھے جان پر، وہ حساب آج چکا دیا
جو رکے تو کوہِ گراں تھے ہم، جو چلے تو جاں سے گزر گئے
رہِ یار ہم نے قدم قدم، تجھے یادگار بنا دیا

کرو کج جبیں پہ سرِ کفن، مرے قاتلوں کو گماں نہ ہو
کہ غرورِ عشق کا بانکپن، پسِ مرگ ہم نے بھلا دیا

چونکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حضوری کے سفر پر جارہے تھے، اس لیے غرورِ عشق کا بانکپن نہیں تھا بلکہ بندگی کا عَجز تھا، غلامی کی تواضع تھی، اپنے آقا کے حضور نیاز بھی اور اُن کی رحمت پر ناز بھی تھا۔ سر پر دستار سجی تھی، لبوں پر ہلکی سی تبسم کی کیفیت تھی۔ لوگوں کو گلہ رہتا تھا کہ علامہ خادم حسین رضوی کے چہرے پر ہمیشہ کرختگی اور غیظ وغضب کی کیفیت طاری رہتی ہے، یہ کیفیت دراصل گستاخانِ رسول کے لیے تھی، دشمنانِ دین کے لیے تھی، اُن کا چہرہ اُن کی قلبی کیفیات کا آئینہ دار تھا، ظاہر و باطن ایک تھا، اُن کی عقائد ونظریات میں منافقت، ریا اور باطل سے مفاہمت کا شائبہ تک نہ تھا۔ دنیا والوں سے بے پروا رہے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ مکرّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لَو لگائے رہے، اُن کے ناقدین کو کیا خبر کہ انہوں نے اپنا تبسّم کسی اور مرحلے کے لیے بچا رکھا تھا، کسی نے کیا خوب کہا ہے:

نشانِ مردِ مومن با تو گویم
چوں مرگ آید، تبسّم بر لبِ اُوست

ترجمہ: اے مخاطَب! تجھے مردِ مومن کی نشانی بتاتا ہوں، جب موت کا وقت آتا ہے تو اُس کے لبوں پر تبسم آمیز کیفیت ہوتی ہے۔

علامہ یحییٰ بن شرف الدین نووی نے لکھا ہے: رِبْعِی بِن حِرَاش جلیل القدر تابعی تھے، دوسری صدی ہجری کے اوائل میں اُن کا وصال ہوا، زندگی بھر کبھی جھوٹ نہیں بولا، انہوں نے قسم کھا رکھی تھی کہ اپنا انجام معلوم ہونے تک ہنسیں گے نہیں، سو زندگی بھر نہ ہنسے، مگر جب وفات پائی تو اُن کی میت کو غسل دینے والے نے کہا: وہ مسلسل اپنے تخت پر مسکراتے رہے اور ہم انہیں غسل دیتے رہے اور یہ کیفیت آخر تک جاری رہی، اُن کی اس

کیفیت کو دیکھ کر اُن کے بھائی ربیع نے بھی ایسی ہی قسم کھائی اور ایسی ہی قابلِ رشک موت انہیں نصیب ہوئی'' (شرح النووی علی مسلم، ج:1،ص:66)۔مولانا آسی غازی پوری نے کہا تھا:

اب تو پھولے نہ سمائیں گے کفن میں آسیؔ
ہے شبِ گور بھی، اُس گُل سے ملاقات کی رات

امام احمد رضا قادری نے بحرِ عشقِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گہرائیوں میں ڈوب کر کہا:

جان تو جاتے ہی جائے گی، قیامت یہ ہے
کہ یہاں مرنے پہ ٹھہرا ہے نظارہ تیرا
تجھ سے در، در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے، دُور کا ڈورا تیرا
اس نشانی کے جو سگ ہیں، نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹّا تیرا

ہماری یہ باتیں دیوانوں کی باتیں ہیں، عقل کے پرستار اسے نہ پڑھیں، اُن کی صحت پر شاید اچھا اثر مرتب نہ ہو۔ حال ہی میں ایک یوٹیوب چینل کے لیے ایک انٹرویو میں مجھ سے سوال ہوا: علامہ خادم حسین رضوی کے بارے میں کہا جاتا ہے: یہ پلانٹڈ تھے، اس کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں''، میں نے جواب میں عرض کیا: پلانٹڈ کے معنی ہیں: کسی کا کاشت کیا ہوا پودا، کسی کی جانب سے اپنے ایجنڈے پر لانچ کیا ہوا فرد، الغرض ہمارے ہاں بدگمانی اور بدنیتی کا شعار عام ہے، سو میرا سوال یہ ہے: اگر علامہ خادم حسین رضوی جیسے شاہکار کسی ٹکسال میں ڈھلتے ہیں یا کسی ادارے کی جانب سے پلانٹ کیے جاتے ہیں، تو آپ کی مشینیں اور ٹکسال بند تو نہیں ہو گئے، ایسا کوئی شاہکار دوسرا پیدا کر کے دکھایئے

اور پھر اسے ملک کے اندر اور بیرونِ ملک کروڑوں انسانوں کے دلوں میں بٹھا کر دکھا دیجیے، ہم آپ کی کرامت یا کرشماتی کمال کو تسلیم کرلیں گے، مسیحائی اور مُردوں میں جان ڈالنے کا معجزہ اللہ تعالیٰ نے مسیح علیہ السلام کو اور اس سے بھی آگے بے جان میں جان ڈالنے کا اعجاز خاتَمُ النَّبِیّٖن سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا تھا''۔ البتہ اگر ہم نادانوں کی بات پر کسی کو یقین آتا ہو تو ہمارا ایمان ہے: ایسے اشخاص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے اپنے نوامیسِ مقدّسہ اور اپنے دین کی حفاظت کے لیے وقتاً فوقتاً بھیجے جاتے رہے ہیں اور بھیجے جاتے رہیں گے۔ میری نظر میں علامہ خادم حسین رضوی ایسے اشخاص میں سے ایک تھے جو روز روز پیدا نہیں ہوتے۔

مفتی عابد مبارک راوی ہیں: علامہ خادم حسین رضوی کے جواں عمر صاحبزادے اور تحریک لبیک کے نومنتخب امیر حافظ سعد حسین رضوی نے بتایا: علامہ صاحب اپنے وصال سے کچھ پہلے کافی دیر تک اپنے تمام تر ہوش وحواس کے قائم رہتے ہوئے اُن سے باتیں کرتے رہے، اُس وقت انہیں شدید بخار تھا۔ سعد حسین رضوی بیان کرتے ہیں: میں نے باتوں کے دوران کہا: ابا جی! ہم دونوں خاموشی سے مدینۂ منورہ چلے جاتے ہیں، انہوں نے پنجابی میں اپنے فرزند سے کہا: جھلّیا! (دیوانے) تینوں ہوش اے، میں کس منھ دے نال حضور دی بارگاہ وِچ جانواں گا، جے میں زندہ آں تے حضور دی گستاخیاں ہور یاں نیں''۔ پھر باپ نے بیٹے سے کہا: میں تیری شادی دی تاریخ دسمبر وچ مقرر کردتّی اے، پر میں تیرا نکاح آپ نئیں پڑھانڑاں، میں کسی مولوی صاب کولوں پڑھاواں گا، اپنڑی ماں نو آکھیں: لفافہ بھاری جیا تیار کر کے رکھے'' اور واقعی وہ اپنے بیٹے کا نکاح نہ پڑھا سکے، اُن کی پیشگوئی کے مطابق کوئی اور ہی پڑھائے گا۔ سعد بیان کرتے ہیں: پھر والد نے کہا: مجھے رضائی اوڑھا دو اور بتی بند کر دو، اتنے میں انہوں نے جھرجھری لی، چہرہ قبلے کی طرف ڈھلک گیا اور

روح پرواز کرگئی، فَاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ، اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلَہٗ مَا اَعْطٰی وَکُلُّ شَیْیئٍ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُّسَمّٰی انہوں نے خود اپنے ایک خطاب کے دوران کہا:

جب روح میرے پیراہنِ خاکی سے نکلے
تو روضے سے آواز آئی: ''او میرا فقیر آیا''

علامہ خادم حسین رضوی، مولانا محمد علی جوہر کے اس شعر کا مصداق تھے:

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

انہوں نے اپنے ایک خطاب میں معترضین کو جواب دیتے ہوئے کہا: ''منافق کسی حال میں راضی نہیں ہوتا، مولوی حق کے لیے نہ نکلے تو کہتے ہیں: حرام خور ہو گیا'' اور نکلے تو کہتے ہیں: ''حلوہ خطرے میں پڑ گیا'' اور جب کامیابی ملتی ہے تو کہتے ہیں: ''اکیس کروڑ روپے لے لیے''۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی ساری متاعِ زیست بارگاہِ رسالت میں لاکر پیش کردی، تو منافقین نے اسے ریاکاری سے تعبیر کیا اور حضرت ابوعقیل انصاریؓ شب بھر مزدوری کر کے دو کلو لے کر آئے تو منافقین نے کہا: اللہ کو اس حقیر صدقے کی کوئی حاجت نہیں ہے''، آگے پتا چل جائے گا:

ہم سوئے حشر چلیں گے شہِ ابرار کے ساتھ
قافلہ ہو گا رواں قافلۂ سالار کے ساتھ
یہ تو طیبہ کی محبت کا اثر ہے ورنہ
کون روتا ہے لپٹ کر در و دیوار کے ساتھ

میں نے اُن کے سِوُم کی محفلِ ایصال ثواب میں اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا تھا: ''علامہ خادم حسین رضوی دنیاوی رشتوں کے حوالے سے میرے کچھ نہیں تھے، لیکن

دینی رشتے کے حوالے سے میرا سب کچھ تھے، میں تحریک لبیک پاکستان کا کبھی رکن نہیں رہا، مگر امیر المجاہدین علامہ خادم حسین رضوی اپنی تحریک سمیت میرے قلب میں رچے بسے رہے... میں آج لاکھوں انسانوں کو گواہ بنا کر اللہ اور اس کے رسولؐ کی بارگاہ میں شہادت دیتا ہوں کہ خادم حسین رضوی نے اپنی بساط کے مطابق حسینی کردار کو زندہ کیا، نوجوانوں کے دلوں میں، انگ انگ میں، رُوئیں رُوئیں، ہر بُنِ مُو اور ہر قطرۂ خون میں عشقِ مصطفی ﷺ کو کُوٹ کر بھر دیا اور ایک ایسا روحانی کرنٹ دوڑا دیا کہ آنسو گیس کے گولوں کا ڈھیر بھی اُن کے عزم کو نہ توڑ سکا اور اُن کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی''۔

علامہ صاحب پر ایک نکتہ چینی ان کے بعض ریمارکس کے بارے میں ہوتی تھی، جن کے بارے میں اُن کا کہنا تھا: ''میرے پاس قرآن وحدیث سے منکرین ومحرفین کے بارے میں جواز کے دلائل موجود ہیں''، میں نے ایک ملاقات میں ان سے عرض کیا: یہ دلائل ہمارے اکابر کے پاس بھی تھے، لیکن انہوں نے مخالفین کے بارے میں کبھی ایسا اندازِ بیاں اختیار نہیں کیا، چنانچہ 2018ء کے دھرنوں کے بعد انہوں نے یہ اندازِ بیاں ترک کر دیا، میں نے رب کریم کا اور ان کا شکر ادا کیا، مخالفین اب بھی وقتاً فوقتاً سوشل میڈیا سے ایسی باتیں نکال کر لے آتے ہیں، مگر شریعت کا حکم یہ ہے کہ کسی کی وفات کے بعد اس کا ذکر صرف اچھے اوصاف کے ساتھ کرنا چاہیے، کردار کی پاکیزگی کے لیے اتنا ہی ثبوت کافی ہے کہ اس مردِ درویش نے، جس پر لوگ ہزاروں لاکھوں روپے نچھاور کرتے تھے، مسجد کے تین مرلے کے مکان میں ساری زندگی گزاری اور رب کی رضا پر راضی رہے۔

کردار میں بھری تھیں عزیمت کی بجلیاں!

آہ! ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پہریدار رُخصت ہوا

غلام مصطفیٰ رضوی
(نوری مشن مالیگاؤں)

عاشقانِ مصطفیٰ رنجیدہ ہیں؛ آنکھیں نم ہیں۔ اِس لیے کہ پاکستان کی سرزمین پر مردِ حق آگاہ (علامہ خادم حسین رضوی علیہ الرحمۃ) جو ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحفظ کے لیے پہرہ دیتا تھا، وہ اِس جہانِ فانی سے رُخصت ہوا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

کردار میں بھری تھیں عزیمت کی بجلیاں
تجھ کو جھکا سکے نہ شدائد، تجھے سلام

(فریدی مصباحی)

علامہ خادم حسین رضوی علیہ الرحمۃ ایک فکر کا نام ہے۔ ایک عزم کا نام ہے۔ ایک جذبۂ صالح کا نام ہے۔ حق وصداقت کے داعی کا نام ہے۔ جن کی زندگی اس عنوان کے ساتھ اُبھر کر سامنے آئی، جہاں ہمارے دلوں کی دھڑکنیں تیز ہو جایا کرتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبت ہی ہمارا سرمایہ ہے۔ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہی وہ قیمتی دولت ہے کہ جو ہمیں تمام جہان سے پیاری ہے۔ جان سے زیادہ عزیز ہے۔ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحفظ کے لیے مردِ حق آگاہ علامہ خادم حسین رضوی علیہ الرحمۃ کی صورت میں نمایاں ہوا۔ اور عاشقانِ رسول کے دلوں کی دھڑکن بن گیا۔ وہ مشنِ اعلیٰ حضرت کا بیباک داعی تھا۔

آج دُنیا میں جتنی باطل قوتیں ہیں، سب کا نشانہ رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ پاک ہے۔ بے ادبیوں کا ہنگامہ ہے۔ گستاخیوں کے ہزاروں کیکر، ببول اور تھوہڑ کی کاشت کی جا رہی ہے۔ بنامِ مسلم کتنے ہی دھتورے اُگائے جا چکے ہیں- جن کے استیصال کے لیے ''حسام الحرمین'' کی ضرورت ہے- تمام باطل قوتیں اس پوائنٹ پر یکجا ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے رشتۂ غلامی کو توڑ دیا جائے؛ تاکہ مسلمان کبھی اُبھر نہ سکے۔ وہ مُردہ ہو جائے۔

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روح محمد ﷺ اس کے بدن سے نکال دو

عشقِ رسول ﷺ دلوں سے نکالنے کے لیے صدیوں سے دُشمنانِ اسلام متحرک ہیں۔ گزری صدی میں گستاخوں کو بے نقاب کرنے میں سب سے نمایاں خدمت انجام دینے والی ذات اعلیٰ حضرت کی رہی ہے، جن کی زندگی کے لیل ونہار تحفظ ناموسِ رسالت ﷺ کے لیے وقف تھے۔ جن کا پیغام تھا۔

جان ہے عشق مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزا نازِ دوا اُٹھائے کیوں

اعلیٰ حضرت کے پیغامِ عشقِ رسول ﷺ اور ناموسِ رسالت ﷺ کی پہریداری کے لیے فکر رضاؔ کا شیدائی علامہ خادم حسین رضوی علیہ الرحمۃ کی شکل میں سامنے آیا۔ اور ''قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دینے'' کا جذبۂ صالح لے کر آگے بڑھا۔ یقیں کی اس منزل پر فائز ہوا، جہاں باطل کی شوکت وقوت کا خوف اور رعب زیر قدم ہوتا ہے۔ جہاں جرأت وبہادری کا ہر باب تازہ ہوتا ہے۔

تازہ مِرے ضمیر میں معرکۂ کہن ہوا
عشق تمام مصطفیٰ، عقل تمام بولہب

علامہ خادم حسین رضوی علیہ الرحمۃ نے اپنی تحریک کی بنیاد ہی تحفظِ ناموسِ رسالت ﷺ کے عزم پر رکھی۔ قادیانیت، صہیونیت، یہودیت، لادینیت کے خلاف وہ آہنی دیوار بن گئے۔ انگریز نواز حکمراں، قادیانیت نواز سربراہانِ وقت اور لبرلز افکار کے مبلغین گٹھنوں بیٹھ گئے۔ بارہا ایسا ہوا کہ قادیانیت نے پوری طاقت کے ساتھ عقائدِ اسلامی کی فصیل پر حملہ کیا، لیکن مردِ مجاہد نے پامردی کے ساتھ ان کے فریب کا جواب دیا۔ ان کا مقصد نیک تھا۔ ان کے عزائم مستحکم تھے۔ یقیں محکم کی قوت سے وہ مالا مال تھے۔ ناموسِ رسالت ﷺ کے لیے جاں نثاری کے جذبات سے معمور تھے۔ اسی لیے پایۂ استقامت متزلزل نہ ہوا۔ نہ ہی جاہ وحشم انھیں جھکا سکے۔ ان کے سامنے امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت کا یہ درس تھا کہ ؎

کروں مدح اہلِ دول رضاؔ پڑے اس بلا میں مری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا مرا دین پارۂ ناں نہیں

۱۹/نومبر ۲۰۲۰ء کی شب علامہ خادم حسین رضوی علیہ الرحمۃ کے وصال کی خبر بجلی بن کر گری۔ عاشقانِ رسول کے دل تھم گئے۔ جذبات امڈ پڑے۔ آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔ طبیعتیں مضمحل ہوگئیں۔ ہمارا ان سے کیا رشتہ تھا؟ یہی کہ وہ سرحدِ عشقِ رسول ﷺ کی نگہبانی کرتے تھے۔ وہ گستاخِ رسول کے لیے مداہنت ورعایت کے قائل نہ تھے، بلکہ اعلیٰ حضرت کے اس پیغام کو حرزِ جاں بنائے ہوئے تھے ؎

دشمن احمد پہ شدت کیجیے
ملحدوں کی کیا مروت کیجیے

اور حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ کے اس پیغام کی بھی عملی تعبیر تھے ؎

نبی سے جو ہو بیگانہ اسے دل سے جدا کر دیں
پدر مادر برادر مال و جاں ان پر فدا کر دیں

فرانس اور یورپ کے گستاخوں نے رسول اللہ ﷺ کی بے ادبی کی۔ اپنے خبثِ باطنی کا مظاہرہ کیا۔ مسلمانوں کی حرارتِ ایمانی کو ناپنا چاہا۔ علامہ خادم حسین رضوی علیہ الرحمۃ ڈٹ گئے۔ آپ نے وہ احتجاج درج کرایا جس سے پڑوسی ملک کے اقتدار کی چولیں ہل گئیں۔ فرانس کے گستاخ گھبرا گئے۔ انھیں ایک وہیل چیئر پر براجمان بزرگ سے خوف تھا۔ انھیں ڈر تھا کہ یہ تو جوانوں میں روح پھونک دیتا ہے۔ حرارتِ ایمانی کو اپیل کرتا ہے۔ بوڑھوں کو جواں عزم دیتا ہے۔ یقیں محکم کے ساتھ محبتوں کا توشہ سنبھالنے کا مزاج دیتا ہے۔

وہ گئے لیکن ایک عزم دے گئے۔ فرانس کے گستاخوں کے خلاف استقامت کے ساتھ مظاہرہ کیا۔ یوں ناموسِ رسالت ﷺ کی تادمِ آخر پہریداری کے درسِ زریں کو آخری سانس تک دوہراتے رہے۔ ان سے عقیدت کا تقاضا ہے کہ ہم ان کے مشن کو یاد رکھیں۔ رسول اللہ ﷺ کے گستاخوں سے متنفر رہیں۔ گستاخوں سے نرمی نہ برتیں، بلکہ ایمانی حرارت کا مظاہرہ کر کے اپنی زندگی کا ہر صفحہ درخشاں بنائیں تا کہ موت کی وادی بھی محبت رسول ﷺ کے جذبۂ صالح پر گواہ بن جائے۔ تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ نے جو درس دیا وہ بالکل واضح ہے ؎

زندگی یہ نہیں ہے کسی کے لیے
زندگی ہے نبی کی نبی کے لیے
ناسمجھ مرتے ہیں زندگی کے لیے
جینا مرنا ہے سب کچھ نبی کے لیے
داغِ عشق نبی لے چلو قبر میں
ہے چراغِ لحد روشنی کے لیے

مشنِ علامہ خادم حسین رضوی علیہ الرحمۃ "عشقِ رسول ﷺ" ہے... گستاخوں سے بیزاری ہے... اس لیے مشن زندہ رہے گا۔ ان شاء اللہ!

ابر رحمت تیرے مرقد پر گہر باری کرے

بنت مفتی عبدالمالک مصباحی

آج دس بجے شب جب والد گرامی قدر کے ذریعے مردِ مجاہد، عاشق رسول، محافظ ختم نبوت، شیخ الحدیث علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کی خبر سماعت سے ٹکرائی تو کچھ دیر سکتہ سی کیفیت طاری ہوگئی، کیوں کہ میں جن شخصیات سے متاثر اور مرعوب ہوں ان میں سے ایک ذات آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بھی تھی- اور بھلا ہو بھی کیسے نہ کہ اہل سنت کے عظیم قائد ورہنما اور سب سے بڑھ کر ناموس رسالت کے پہرہ دار، ختم نبوت کے علم بردار آپ ہی تو تھے۔ صحیح کہا ہے کسی نے:

دنیا رضوی کو معذور کہتی رہی
اور رضوی نے دنیا کو چلنا سکھا دیا

ذرا دیکھیے اس عاشق نا قابل فراموش کا رنامے:

''عشق جوان ہے'' کی کھلی مثال: واقعی عشق رسالت جس دل میں ہوتا ہے اس کے جسم کا ضعف عشق کے سامنے کافور اور دور ہو جاتا ہے، اس کی جیتی جاگتی مثال ہم نے خادم حسین کی ذات میں دیکھا تھا۔

ختم نبوت کے محافظ:

جب جب ختم نبوت پر انگشت نمائی کی گئی چاہے حکومت کی جانب سے ہو یا رعایا کی طرف ہر موقع پر پاکستانی علماء میں آپ کی ذات نمایاں نظر آتی تھی؛ آہ آپ کے عشق ومحبت بھرے خطابات اور جوشیلے بیانات کو بھلا کون بھولا سکتا ہے!

توہین رسالت کے سخت مخالف:

بالخصوص پاکستان اور بالعموم دنیا بھر میں جہاں جہاں توہین رسالت کی گئی حتی المقدور اس کے سخت مخالف آپ رہے، اور صرف اتنا ہی نہیں توہینِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کس طرح کی جاتی ہے اس کا طریقہ بھی آپ نے اپنے کردار سے سکھایا ہے۔

دے کے ناموسِ رسالت کے تحفظ کا پیام
چل دیئے سوئے عدم حضرتِ خادم رضوی

اب چاہے ملعون سلمان تاثیر کے خلاف اٹھنے والے شہید غازی ممتاز قادری علیہ الرحمہ کے ساتھ دینے کی باری ہو یا پھر آسیہ ملعونہ کے خلاف آواز بلند کرنے کا موقع ہو یا ابھی انتقال سے چند دنوں قبل فرانس کے ملعون کی مخالف کی بات ہو ہر جگہ آپ پیش پیش نظر آئے اور محافظ ناموس رسالت بنے رہے۔

تحریک لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

وہ تحریک جو ناموس رسالت، ختم نبوت اور عقائد اہل سنت کی حفاظت کا ایک عظیم پلیٹ فارم ہے، اُس کو آج اِس مقام پر فائز کرنے اور نعرہ ''لبیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم''، عشق و محبت کے ساتھ بلند کرنا سکھانے والی ذات بھی آپ ہی کی ہے۔

آہ! اس عاشق کی کن کن اداؤں کا تذکرہ کیا جائے، بس ان کی پر جوش ذات دیکھ کر

یہی مصرع صادق نظر آتا تھا:

اے عشق ترے صدقے جلنے سے چُھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

اسی عشق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آگ کا اثر تھا کہ آپ آخری دم تک ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے آوازیں بلند کرتے رہے ہیں اور اس دار فانی سے کوچ کر گئے؛ بس آخر میں یہی دعا ہے کہ:

آسماں اس کی لحد پہ شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے
ابر رحمت تیرے مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شانِ کریمی ناز برداری کرے

اللہ رب العزت آپ کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور امت محمدیہ کو آپ کا نعم البدل عطا فرمائے - آمین ثم آمین

علامہ رضوی رحمۃ اللہ علیہ کے امتیازات

عون محمد سعیدی

گزشتہ دنوں اہل سنت کو بالخصوص اور اہل اسلام کو بالعموم ایک روح فرسا اور اندوہ ناک صدمے سے دو چار ہونا پڑا۔ یہ صدمہ امیر المجاہدین، فناء فی خاتم النبیین، استاذ العلماء، شیخ الحدیث علامہ خادم حسین رضوی علیہ الرحمۃ کی اچانک وفات کا سانحہ فاجعہ تھا۔ آپ کی وفات نے ہر اس آدمی کو سوگوار اور اشک بار کیا جس کے دل میں ذرہ سا بھی اسلام اور اہل اسلام کا درد تھا۔ علامہ رضوی کو خدمت دین کے حوالے کثیر امتیازات حاصل ہیں۔ ہم ذیل میں ان میں سے چند ایک کا ذکر کرتے ہیں:

1- دنیا بھر میں لبیک یا رسول اللہ کے نعرے کی گونج:

اس میں کوئی شک نہیں کہ ''لبیک یا رسول اللہ'' کا نعرہ پہلے دن سے اہل سنت کی نمایاں پہچان رہا ہے۔ لیکن آج یہ نعرہ جس انداز اور جوش وجذبے سے قومی و بین الاقوامی سطح پر لگایا جا رہا ہے اور چار دانگ عالم میں اس کی گونج سنائی دے رہی ہے اس میں خالصتاً علامہ رضوی علیہ الرحمۃ کی محنتوں اور خلوص کا ہی عمل دخل ہے۔ آپ کی ہر ہر تقریر میں درجنوں بار یہ نعرہ ایک مخصوص طرز پر لگایا جاتا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج ہر سنی بچے کی زبان پر یہ نعرہ جاری ہے۔

2-ناموس رسالت پر جان تک قربان کر دینے والی عظیم فورس کی تیاری:

علامہ رضوی علیہ الرحمۃ کا ایک امتیازی وصف یہ بھی ہے کہ انہوں نے کوئی سو دو سو نہیں بلکہ لاکھوں دلوں میں عشق رسالت کے چراغ روشن کر دیے۔ بالخصوص نوجوان طبقے کی توجہات کا مرکز ومحور ذات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بنا دیا۔ یہ ان کی شبانہ روز کاوشوں کا ہی نتیجہ ہے کہ اس وقت اہل سنت میں ناموس رسالت پر جان تک قربان کرنے والی ایک عظیم فورس تیار ہو چکی ہے۔

3- گستاخان رسول کے ایوانوں میں کھلبلی:

قوم نے ایسے مذہبی قائدین بھی دیکھے ہوں گے جو ناموس رسالت کے معاملے میں طرح طرح کی مصلحتوں کا شکار ہو گئے اور ان کی آواز بیٹھنا شروع ہو گئی۔لیکن علامہ رضوی علیہ الرحمۃ کی ذات والا صفات مستقلاً قومی و بین الاقوامی گستاخان رسول کے لیے شمشیر بے نیام رہی۔انہوں نے نتائج کی پرواہ کیے بغیر انہیں ہمیشہ ڈنکے کی چوٹ پر للکارا۔جس کی وجہ سے ان کی صفوں میں شدید ترین کھلبلی رہی۔

4-عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا زبردست شعور:

علامہ رضوی علیہ الرحمۃ کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ وہ عقیدہ ختم نبوت کے نہ صرف یہ کہ خود محافظ تھے بلکہ انہوں نے عوام اہل سنت میں بھی اس کا زبردست شعور پیدا کیا۔ جب بھی حکومتی ایوانوں میں اس حوالے سے کسی قسم کی گڑبڑ کی کوشش کی گئی وہ اس کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن گئے اور انہیں ہزیمت سے دوچار کیا۔قادیانیت ہمیشہ ان کی للکار سے لرزہ بر اندام رہی۔''تاجدار ختم نبوت: زندہ باد، زندہ باد'' کا نعرہ دشمنان ختم نبوت لیے تیغ براں سے کم نہ تھا۔

4- افکار وکلام اعلیٰ حضرت کا فروغ:

علامہ رضوی نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے نعتیہ کلام اور افکار ونظریات کو بھی خوب فروغ دیا۔ بالخصوص اعلیٰ حضرت کا یہ مصرع ''انہیں جانا، انہیں مانا، نہ رکھا غیر سے کام'' تو ان کی خاص پہچان بن گیا۔ آپ کو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا کثیر کلام زبانی یاد تھا۔

6- فکر اقبال کا احیا:

اگر شاعر مشرق، حکیم الامت علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ آج زندہ ہوتے اور علامہ رضوی کی بلند خیالی و بلند پروازی کو ملاحظہ فرماتے تو بے شک وہ پکار اٹھتے کہ میرے کلام میں پیش کردہ شاہین یہی تو ہے۔ علامہ رضوی کو کلام اقبال جس طرح ازبر تھا اس کی مثال ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتی۔ انہوں نے کلام اقبال کے ذریعے قوم کے مردہ جسم میں روح پھونکی اور اسے منزل آشنا کیا۔ یقیناً ان کے وصال پر ان کا استقبال کرنے والی ارواح میں علامہ اقبال بھی ضرور شامل ہوں گے۔

7- اسلامی انقلابی نظام سیاست کا شعور:

علامہ رضوی علیہ الرحمۃ کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ انہوں نے اہل اسلام کو بالعموم اور اہل سنت کو بالخصوص اسلامی انقلابی نظام سیاست کا شعور دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے انہیں اس سلسلے میں خاطر خواہ کامیابی حاصل ہوئی۔ ان پر لاکھوں افراد کے عوامی اعتماد کو دیکھ کر عرصہ دراز سے کام کرنے والی بڑی بڑی سیاسی جماعتیں انگشت بدنداں ہیں۔ علامہ رضوی اسلام کے اس نظریے کے داعی تھے ''جدا ہوں دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی''۔

8- یزیدان عصر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے کی جرات:

علامہ رضوی اس حوالے سے امام حسین رضی اللہ عنہ کے سچے خادم اور مکمل طور پر ان

کے نقش قدم پہ تھے۔انہوں نے اپنے مقتدا و پیشوا سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرح پوری جرأت کے ساتھ یزیدان عصر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کی اور انہیں برسر منبر للکارا۔جس پر ان کے جلسوں، ریلیوں اور دھرنوں کے گونج دار اور گرج دار خطابات شاہد عادل ہیں۔انہوں نے حق گوئی و بے باکی میں کبھی بھی کسی مصلحت کو آڑے نہیں آنے دیا۔یقیناوہ اس شعر کے حقیقی مصداق تھے:

مفاہمت نہ سکھا جبر نا روا سے مجھے
میں سر بکف ہوں ، لڑا دے کسی بلا سے مجھے

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک پچپن سال تھی جبکہ ان کے خادم علامہ رضوی نے چون سال کی عمر پائی۔یہ ایک عظیم اشارہ ہے کہ وہ مکمل طور پر سیدنا امام حسین کے نقش قدم پر تھے۔

9- عشق رسول میں لازوال و بے مثال فنائیت:

علامہ رضوی کی زندگی کا تجزیاتی مطالعہ کرنے والا یقینا یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ انہیں شراب عشق احمد کی صرف دو چار بوندیں نہیں بلکہ پورے کا پورا جام حاصل تھا۔ ان کے عاشقانہ بیانات سے صرف انھی کی فنائیت کا اظہار نہیں ہوتا تھا بلکہ اپنے ساتھ ساتھ وہ بے شمار سامعین کو بھی مقام فنا تک پہنچا دیتے تھے۔ان کا کہنا تھا کہ ہمیں یہ جسم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر قربان کرنے کے لیے ہی تو دیا گیا ہے۔ان کے مطابق جب مرنا برحق ہے تو پھر بندہ کیوں نہ نام مصطفی پر قربان کر کے عزت سے مرے۔وہ اکثر اس شعر پر وجد میں آجاتے تھے:

زمانے بھر کی ہر ایک نعمت انہی کے صدقے خدا نے دی ہے
گر ان کی عزت پہ حرف آیا تو اپنی عزت کو کیا کریں گے

10- جذبہ جہاد کی ازسرنو بیداری:

علامہ رضوی اس حقیقت سے اچھی طرح آگاہ تھے کہ جہاد اسلام اور اہل اسلام کی بقا کا ضامن اور عالم کفر کو لگام دینے کا واحد ذریعہ ہے، اس لیے انہوں نے پورے جوش و جذبے کے ساتھ قوم میں جذبہ جہاد کو ازسرنو بیدار کیا۔ وہ اپنے بیانات میں اسلام کی چودہ سو سالہ جہادی تاریخ کے لگا تار و پیہم حوالے دیتے تھے۔ بجا طور پر ان کا یہ کہنا تھا کہ گستاخی رسالت کے مرتکب ممالک کا علاج صرف احتجاج نہیں بلکہ ان پہ ایٹم بم گرانا ہے۔ یہ انھی کی کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ آج بچے بچے کی زبان پر ''الجہاد الجہاد: لبیک لبیک'' کا نعرہ ہے۔ لہذا انہیں امیر المجاہدین کہنا ان کا بنیادی حق ہے۔

11- کشمیر و اہل کشمیر کے حقوق کے لیے توانا آواز:

مقبوضہ کشمیر میں گزشتہ پون صدی سے تا حال مسلمان بچوں، جوانوں، بوڑھوں، مردوں اور عورتوں کا نہایت بے رحمی سے قتل عام جاری ہے۔ اس سنگین ترین معاملے پر مختلف سیاسی و مذہبی جماعتیں اپنی اپنی دکانداریاں چمکاتی چلی آئی ہیں، لیکن اچھا ریٹ نہ ملنے کی وجہ سے اس وقت سب کا کاروبار سرد ہے۔ ان سرد حالات میں بھی گزشتہ کئی سالوں سے باباجی علامہ خادم حسین رضوی کی مخلصانہ آواز بہر حال پوری قوت کے ساتھ گونجتی رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل کشمیر علامہ رضوی کے وصال پر نہایت رنجیدہ اور دکھی ہیں۔

12- بھارتی حکمرانوں کے لیے شمشیر بے نیام:

علامہ رضوی دنیا بھر کے تمام اور بالخصوص بھارت کے ظالم حکمرانوں کے لیے شمشیر بے نیام تھے۔ انہوں نے ہمیشہ مظلوم مسلمانوں کے لیے آواز بلند کی۔ وہ ببانگ دہل بابری مسجد کا بدلہ لینے کی بات کرتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ قطب مینار بھی ہمارا ہے، جامع مسجد

دہلی بھی ہماری ہے اور تاج محل بھی ہمارا ہے۔ وہ اپنے اسٹیج سے بھارتی حکمرانوں کی چیرہ دستیوں پر انہیں وقتاً فوقتاً للکارتے رہتے تھے۔انہوں نے حکومت وقت سے بارہا بھارتی حکمرانوں کے خلاف اعلان جہاد کا مطالبہ کیا۔یہی وجہ ہے کہ بھارتی حکومت نے ان کی وفات پر بے حد خوشی کا اظہار کیا۔

13- تحفظ ناموس صحابہ واہل بیت کی علم برداری:

علامہ رضوی علیہ الرحمۃ نے جہاں ناموس مصطفی کی پاسبانی کی وہاں ناموس صحابہ و اہل بیت کی بھی خوب خوب پہرے داری کی۔انہوں نے صحابہ واہل بیت کے نفوس قدسیہ پر بھونکنے والوں کو برسر منبر للکارا۔جس کی وجہ سے رافضیت و ناصبیت ہر دو ایوانوں میں وہ ناپسندیدہ قرار پائے۔انہوں نے کبھی بھی پرواہ نہیں کی کہ اس طرح وہ کئی لوگوں کی حمایت سے محروم ہو جائیں گے۔اور یہی ایک سچے اور مخلص عالم دین کا طرہ امتیاز ہوتا ہے۔

نکل جاتی ہے سچی بات جس کے منہ سے مستی میں
فقیہ مصلحت بیں سے وہ رند بادہ خوار اچھا

14-لاکھوں دلوں میں شریعت مطہرہ پر عمل کا جذبہ:

علامہ رضوی علیہ الرحمۃ کا ایک خصوصی امتیاز یہ بھی ہے کہ انہوں نے لاکھوں دلوں میں شریعت مطہرہ پر عمل کا جذبہ پیدا کیا۔بہت سے بے نمازی،نمازی بن گئے۔بہت سے لوگوں نے اپنے چہرے سنت رسول سے سجا لیے۔ بہت سے لوگوں نے سر پر دستاریں باندھنا شروع کر دیں۔ بہت سے لوگوں نے ان کی طرز پر تقریریں کرنا شروع کر دیں۔بہت سے لوگوں نے کثیر کثیر گناہوں کے کام ترک کر دیے۔انہوں نے مروجہ پیروں اور لیڈروں کی طرح نہ تو عوام سے اپنے نعرے لگوائے اور نہ ہی اپنے ترانے پڑھوائے۔

انہوں نے لوگوں کو اپنے نقش قدم پر چلانے کی بجائے محمد عربی ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کا درس دیا۔ یقیناً اس صدقہ جاریہ کا ثواب بھی علامہ رضوی علیہ الرحمۃ کی روح مبارک کو ہمیشہ ملتا رہے گا۔

15- فرنگی تعلیم کی بجائے دینی تعلیم کی عظمت کا جذبہ:

علامہ رضوی علیہ الرحمۃ نے لوگوں میں یہ شعور بھی بیدار کیا کہ عزت، شہرت، دولت اور ہر نعمت کا مالک اللہ تعالیٰ ہے، لہذا ضروری نہیں کہ یہ سب کچھ فرنگی تعلیم سے حاصل ہو۔ یہ سب کچھ دینی تعلیم سے بھی حاصل ہوسکتا ہے۔ ان کا کہنا تھا اگر اے بی سی پڑھنے سے روزی مل سکتی ہے تو قال اللہ وقال الرسول سے بھی مل سکتی ہے۔ انہوں نے اپنی اولاد کو بھی قرآن وحدیث کی تعلیم پر لگایا اور ان کی تربیت کی وجہ سے ان کے چاہنے والے کثیر لوگوں نے بھی اپنے بچوں کو حصول علم دین کی راہ پر لگایا جس کی وجہ سے مدارس دینیہ آباد وشاد ہو گئے۔

16- دین کی سربلندی کے لیے ہر طرح کی قربانی دینے کا ذہن:

علامہ رضوی علیہ الرحمۃ نے جو سب سے اہم کارنامہ سرانجام دیا وہ یہ کہ زبردست تربیت کے ذریعے لوگوں کے دلوں سے موت کا خوف دور کر دیا۔ انہیں ہر طرح کی قربانی دینے کا ذہن دیا۔ بالخصوص کسی بھی قسم کی حالات کی پرواہ کیے بغیر میدان میں نکلنے اور ہر طرح کے باطل سے لڑنے کا جذبہ پیدا کیا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے ایک اشارے پر ملک کے چپے چپے، کونے کونے اور گوشے گوشے سے لوگ سر پہ کفن باندھ کر لاکھوں کی تعداد میں باہر نکل آتے تھے اور دو دو فٹ اوپر اچھل کر لبیک کے نعروں سے ایک سماں باندھ دیتے تھے۔ علامہ صاحب کے مختلف دھرنوں میں کافی تعداد میں لوگ بھوکے پیاسے بھی رہے،

سردی گرمی بھی برداشت کی ،شیلنگ و فائرنگ وغیرہ کے سبب زخمی ومعذور بھی ہوئے حتی کہ کئی سعادت مندوں نے جام شہادت بھی نوش کیا۔

17- حکمرانوں اور سیاست دانوں کی آنکھیں کھول دینے والا شان دار اسوہ:

ہمارے سیاست دان اور حکمران بہت زیادہ پروٹوکول کے متمنی ،شہرت کے بھوکے اور عزت کے خواہش مند ہوتے ہیں۔لیکن باوجود ہزار جتن کیے وہ یہ سب حاصل نہیں کر پاتے ۔صرف وقتی اور مصنوعی قسم کی نمائش ہوتی ہے اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں ۔لیکن علامہ رضوی کو باوجود معذوری اور درویشی کے جو فلک بوس اور ریکارڈ توڑ پروٹوکول ،شہرت اور عزت حاصل ہوئے اس سے تمام سیاست دانوں اور حکمرانوں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔اس میں ان کے لیے یہ سبق ہے کہ اگر وہ حقیقی عزت وشہرت چاہتے ہیں تو پھر سارے باطل نظریات کو چھوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے نظریے کے پیروکار بن جائیں۔

18- طویل ترین عرصے کے لیے دین ومسلک کا استحکام:

علامہ رضوی علیہ الرحمۃ کی لازوال کوششوں ، بے مثال قربانیوں اور باکمال تربیتوں کے نتیجہ میں دین کی کمزوری ایک بہت بڑی طاقت میں تبدیل ہوگئی ۔اس کے ضعیف بدن میں ایک نئی جان پیدا ہوگئی ۔آئندہ طویل ترین عرصے کے لیے دین اسلام باطل کے بہت زیادہ حملوں ، سازشوں اور ریشہ دوانیوں سے محفوظ ہو گیا۔اب تمام دین دشمن طاقتیں، حکومتیں،افراد اور جماعتیں دینی عقائد واعمال پر شب خون مارنے سے پہلے ہزار بار سوچیں گی کیونکہ رضوی شیروں کی ایک عظیم فورس ان کو پسپا کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار بیٹھی ہے۔۔یقینا یہ بھی غیب کی طرف سے علامہ رضوی کے ذریعے دین کی حفاظت کا ایک عظیم

انتظام ہوا ہے۔

19-جملہ مکاتب کی طرف سے زبردست پذیرائی کا حصول:

علامہ رضوی علیہ الرحمۃ کو جو زبردست پذیرائی حاصل ہوئی اس سے یہ حقیقت بھی کھل کر سامنے آ گئی کہ خلوص کبھی بھی رائیگاں نہیں جاتا۔جس کا عمل بے غرض ہو اس کی جزا منفرد اور جداگانہ ہوتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ علامہ رضوی کی خدمات کو بلا امتیاز دنیا بھر کے جملہ مذاہب، مسالک، مکاتب اور شعبہ ہائے زندگی کی طرف سے بہت زیادہ سراہا گیا۔یہ ان کی کوششوں کا صرف چھوٹا سا دنیوی انعام تھا، قبر وحشر میں اس پر جو بڑے بڑے انعامات حاصل ہوں گے وہ ہمارے تصور سے بھی باہر ہیں۔

20-امام احمد بن حنبل کی روحانی جانشینی:

امام احمد بن حنبل وہ عظیم ہستی تھے جنہوں نے دین کی خاطر اپنے تن پہ سینکڑوں روح فرسا مظالم برداشت کیے۔علامہ رضوی علیہ الرحمۃ بھی عصر حاضر میں ان کے سچے جانشین تھے، انہوں نے بھی ناموس رسالت اور ختم نبوت کی خاطر لگاتار جیلیں، گالیاں، مخالفتیں اور طرح طرح کے مظالم برداشت کیے۔امام احمد بن حنبل ربیع الاول میں رب کے حضور حاضر ہوئے، جبکہ ان کے جانشین علامہ رضوی ان سے ایک قدم پیچھے ربیع الثانی رب کے حضور حاضر ہوئے۔امام احمد بن حنبل کے جنازے میں بھی لاکھوں افراد شریک ہوئے اور ان کے جانشین کے جنازے میں بھی لاکھوں افراد شریک ہوئے۔لطف کی بات یہ ہے کہ ربیع الثانی میں ہی اپنے وقت کے عظیم مجدد اور سیدنا امام احمد بن حنبل کے مقلد غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی کا وصال مبارک ہے۔

21- قلیل وقت میں کثیر نتائج:

علامہ رضوی علیہ الرحمۃ کی با قاعدہ عملی جدوجہد صرف دس سال کے قلیل عرصے پر مشتمل ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ان پر کرم ہے کہ اتنے قلیل وقت میں ان سے اتنا عظیم کام لے لیا ورنہ بے شمار مخلصین بھی ایسے ہوتے ہیں جنہیں اتنی جلدی اتنی زیادہ کامیابیاں نہیں ملتیں۔ باقی ان پیر صاحبان کی تو بات ہی نہ کریں جن کی نسلیں بھی دین کے نام پر مریدوں کے مال پہ پل رہی ہیں۔ ان کے کروفر، ان کے پروٹوکول، ان کے آداب مجلس، ان کے اخراجات آمد و رفت، ان کے نام کی مالائیں، ان کے زہد و تقوی کے شہرے، ان کے قصیدے اور ان کے القابات کھلم کھلا چغلی کھاتے ہیں کہ انہوں نے دین کی وہ خدمت نہیں کی جو دین نے ان کی خدمت کی ہے۔

22- مذہبی قائدین کے لیے تازیانہ عبرت:

بہت سے مذہبی قائدین کے دماغوں میں بھی ایک دوسرے کو مات دینے کا بھوت سوار ہوتا ہے جس کا ان کے طور طریقوں اور لب و لہجے سے خود ہی اندازہ ہو جاتا ہے۔ ایسے مذہبی لیڈروں کے لیے علامہ رضوی علیہ الرحمۃ کی مقبولیت یقیناً ایک بہت بڑا تازیانہ عبرت ہے۔ علامہ رضوی نے سمجھا دیا کہ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی بجائے آنکھیں بند کر کے دین کا کام کرتے چلے جاؤ، دنیا کی ساری عزتیں سمٹ کر تمہارے قدموں میں آ جائیں گی۔ اور اگر تم خود یا اپنے پیروکاروں کے ذریعے دین کی آڑ لے کر دوسرے مذہبی قائدین کی سرا یا علانیۃ کردار کشی کرنے کے چکروں میں رہو گے تو اس کا خمیازہ تمہیں بھی ایک دن ضرور بھگتنا پڑے گا۔ اور اس انداز میں دین کا فائدہ نہیں بلکہ سراسر نقصان ہے۔

23- عظیم الشان تاریخی جنازہ:

لاکھوں افراد پر مشتمل علامہ رضوی کا تاریخی جنازہ بھی ان کا ایک بہت بڑا امتیاز ہے۔ یقیناً یہ جنازہ ایک بہت بڑا ریفرنڈم تھا ہر طرح کی باطل سیاست کے خلاف، جھوٹی قیادتوں کے خلاف، گستاخی رسالت کے خلاف، دشمنان ختم نبوت کے خلاف، لبرل ازم و سیکولرازم کے خلاف، دین بے زاروں کے خلاف، بددیانتی کے خلاف، عریانی وفحاشی کے خلاف، ظلم وتشدد کے خلاف، دہشت گردی کے خلاف، بدامنی کے خلاف، جہالت کے خلاف، عیاشی کے خلاف، سرمایہ داری وجاگیرداری کے خلاف۔ گویا علامہ رضوی اپنے عظیم الشان جنازے کی صورت میں ایک بہت بڑا علمی، دینی، فکری اور سیاسی سرمایہ پیچھے چھوڑ گئے ہیں اگر ان کے جانشین حکمت وفراست سے کام لیں تو وہ اسے کام میں لاکر ایک بہت بڑا عالمی انقلاب برپا کر سکتے ہیں۔ اب دیکھتے ہیں کہ وہ اس سرمائے کا کیا کرتے ہیں۔ دیدہ باید۔

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی

(علامہ خدم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں)

مجلس علماء نظامیہ پاکستان
جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

جب عشق سکھاتا ہے آدابِ خود آگاہی
کھلتے ہیں غلاموں پر اسرارِ شہنشاہی

عطارؔ ہو رومیؔ ہو رازیؔ ہو غزالیؔ ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحرگاہی

نومید نہ ہو ان سے اے رہبر فرزانہ
کم کوش تو ہیں لیکن بے ذوق نہیں راہی

اے طائرِ لاہوتی اُس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

دارا و سکندر سے وہ مرد فقیر اولیٰ
ہو جس کی فقیری میں بوئے اسد اللہی

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں رُوباہی

آغازِ سخن

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اچھے اخلاق و اعمال کی تکمیل کے لیے مبعوث فرمایا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ صَالِحَ الْأَخْلَاقِ (مسند احمد، حدیث:8952)

''بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لیے بھیجا ہے کہ مَیں اچھے اخلاق (وافعال) کو مکمل کردوں۔

رسول اللہ ﷺ نے جو اچھے اخلاق تعلیم فرمائے اُن میں سے ایک ''دینی غیرت'' ہے۔ ''غیرت'' کا مفہوم ہے: ''انسان حساس اُمور میں حمیت و جرأت کا مظاہرہ کرے، اِسی طرح اپنے گھر والوں سے متعلق بے حیائی کی باتوں پر جذباتی ہو''۔

یہ وصف اللہ تعالیٰ کو اس قدر محبوب ہے کہ وہ بھی اپنی شان کے مطابق غیرت فرماتا ہے، بلکہ سب سے زیادہ غیرت وہی فرماتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ غیرت مند شخص رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ مبارکہ ہے۔

اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی غیرت

اللہ تعالیٰ کی غیرت

کوئی بھی ایسا وصف جو اللہ تعالیٰ کی صفت بھی ہو اور بندوں میں بھی پایا جائے، بندوں کے حق میں اُس کا معنی وہ ہوتا ہے جو بندوں کے لائق ہے اور اللہ تعالیٰ کے حق میں وہ

معنی ہوتا ہے جو اُس کے شایانِ شان ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ حق ہے کہ بندہ صرف اُسی کی اطاعت کرے، نیز اُس کے حکم کے مطابق اُس کا پیغام پہنچانے والوں کی اتباع کرے۔ جب بندہ شیطان کی اتباع کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے برعکس بے حیائی کا کام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق ''غیرت'' فرماتا ہے اور بندے کی اِس بات کو سخت ناپسند کرتا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا أَحَدَ أَغْيَرُ مِنَ اللهِ وَلِذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ، وَلَا شَيْءَ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللهِ وَلِذٰلِكَ مَدَحَ نَفْسَهُ۔

(صحیح بخاری، حدیث:4634)

''اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت فرمانے والا کوئی نہیں، اسی لیے اُس نے ظاہری و باطنی بے حیائیوں کو حرام فرمایا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کسی کو اپنی تعریف پسند نہیں (کیونکہ صرف وہی ہے جو ذاتی طور پر حمد کا مستحق ہے)، اِسی لیے اُس نے خود بھی اپنی مدح فرمائی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی غیرت

ایک موقع پر سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی: ''اگر میں کسی شخص کو اپنی بیوی کے پاس دیکھوں تو تلوار سے اُس کا سر اُتار دوں گا''۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

أَتَعْجَبُوْنَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ وَاللهُ أَغْيَرُ مِنِّيْ۔

(صحیح بخاری، حدیث:6846)

''کیا تمہیں سعد کی غیرت پر تعجب ہو رہا ہے؟ ضرور مَیں سعد سے زیادہ غیرت مند

ہوں اور اللہ تعالیٰ (اپنی شان کے مطابق) مجھ سے بھی زیادہ غیرت فرمانے والا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی غیرت کی ایک جھلک اُس موقع پر بھی سامنے آئی جب آپ نے کچھ لوگوں کو دین کے بنیادی اُصول کے بارے میں بحث کرتے دیکھا۔

راوی فرماتے ہیں:

فَغَضِبَ حَتّٰی احْمَرَّ وَجْهُهٗ حَتّٰی كَأَنَّمَا فُقِئَ فِيْ وَجْنَتَيْهِ الرُّمَّانُ۔

(جامع ترمذی، حدیث:2133)

''(دینی اُمور میں جا بحث پر) غصے سے آپ ﷺ کا چہرہ اقدس یوں سرخ ہو گیا جیسے رخساروں پر انار نچوڑا گیا ہو۔

مومن کی غیرت

اللہ عزوجل بندوں سے محبت بھی فرماتا ہے اور جبار وقہار ہونا بھی اُس کی صفات سے ہے۔ اپنی فرماں برداری پر اتنی رحمت کہ جس کی انتہا نہیں، اور نافرمانوں پر اس قدر غضب وغیرت کہ اس کی بھی انتہا نہیں۔ اللہ عزوجل پسند فرماتا ہے کہ اس کے بندوں میں بھی اُس کی پسندیدہ صفات پائی جائیں، اپنی ذات اور دنیا کا معاملہ ہو تو بندہ نرمی اور معافی اختیار کرے اور دینی غیرت کی بات ہو تو شدت وحمیت اور جرأت واستقامت سے کام لے، دین کے معاملے میں سُستی اور مداہنت نہ کرے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں:

اَلْمُؤْمِنُ يَغَارُ وَاللّٰهُ أَشَدُّ غَيْرًا۔ (صحیح مسلم، حدیث:7175)

''مومن غیرت مند ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑھ کر غیرت فرمانے والا ہے۔

اقبال علیہ الرحمہ نے خوب فرمایا:

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رَزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن
جباری و قہاری و قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلماں

غیرت دینی سے متعلق بے مثال شانِ فاروقی

دین کی خاطر استقامت، پختہ رائے، جرأت وغیرت اور دلیری سے متعلق جناب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پوری امت میں امتیازی شان حاصل ہے، لطف یہ کہ اُن کی اِس خوبی کا ذکر خود رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعریف کے انداز میں فرمایا ہے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا:

أَرْحَمُ أُمَّتِيْ بِأُمَّتِيْ أَبُوْبَكْرٍ وَأَشَدُّهُمْ فِيْ دِيْنِ اللهِ عُمَرُ، وَأَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ، وَأَقْضَاهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ، وَأَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللهِ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، وَأَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَأَفْرَضُهُمْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِيْنًا، وَأَمِيْنُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ.

(جامع ترمذی، حدیث:37900، سنن ابن ماجه، حدیث:154 واللفظ له)

''یعنی میرا ابوبکر میری پوری اُمت میں اُمت کے لیے سب سے زیادہ رحمت (وشفقت) والا ہے، عمر فاروق میری اُمت میں دین کی خاطر سب سے زیادہ قوت (و جرأت) والا ہے، پیارے عثمان کی شان حیا سب سے بے مثال ہے، حیدر کرار اُمت کا سب سے بڑا قاضی ہے، ابی بن کعب سب سے بڑا قاری ہے، معاذ بن جبل حلال وحرام کا سب سے بڑا عالم ہے، زید بن ثابت کو وراثت کے علم میں نرالی شان حاصل ہے، سنو! ہر اُمت میں ایک امین (اعلیٰ شان والا دیانت دار) ہوتا ہے، اِس امت کا امین ابوعبیدہ بن

جراح ہے۔رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

قلبِ فاروقی کی کیفیت

سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دل کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَاللّٰہُ لَقَدْ لَانَ قَلْبِیْ فِی اللّٰہِ حَتّٰی لَھُوَ أَلْیَنُ مِنَ الزُّبَدِ اشْتَدَّ قَلْبِیْ فِی اللّٰہِ حَتّٰی لَھُوَ أَشَدُّ مِنَ الْحَجَرِ۔ (حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء لابی نعیم)

''قسم بخدا! یقیناً اللہ کی خاطر میرا دل اس قدر نرم ہوا کہ وہ جھاگ سے بھی زیادہ نرم ہوگیا، اور یقیناً اللہ کی خاطر میرے دل میں ایسی شدت آئی کہ وہ پتھر سے بھی زیادہ ہوگیا) یعنی نرمی بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اور سختی بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے)''۔

اسلام قبول کرتے ہی قوتِ دینی کا اظہار

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اعلانِ نبوت فرمایا تو ابتدائی طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جہاد اور کفار کو تر کی بتر کی جواب دینے کا حکم نہیں تھا، اِس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرِ عام اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے بجائے غاروں اور گھروں میں ہی عبادت کے اندر مشغول رہتے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے دین کے مسئلہ میں ایسی جرأت و قوت سے نوازا تھا کہ اِسلام لاتے ہی عرض کرنے لگے:

أَبْرُزْ! أَتُعْبَدُ اللَّاتُ جَھْرًا وَنَعْبُدُ اللّٰہَ سِرًّا؟

''یارسول اللہ! جب جھوٹے خداؤں کی عبادت سرِعام ہورہی ہے تو ہم سچے رب کی عبادت چھپ کر کیوں کریں؟''

آپ حرم میں تشریف لائیں اور سب کے سامنے اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (ابھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اِس کا حکم نہیں) جب مسلمانوں کی خاطر خواہ تعداد ہوجائے گی تو اللہ کے حکم سے ایسا ہی ہوگا۔ وہ عرض کرنے لگے:

حَسْبُكَ اللهُ وَأَنَا۔

''آپ تشریف لائیے، اللہ تعالیٰ اور مَیں آپ کے لیے کافی ہیں۔

(ویسے تو اللہ تعالیٰ ''مَیں'' (انانیت) کو سخت ناپسند فرماتا ہے، مگر جناب عمر کی یہ ''مَیں'' بھی اللہ کی دین کے لیے تھی، چنانچہ) باری تعالیٰ نے اِسے اتنا پسند فرمایا کہ تائید میں آیت مبارکہ نازل فرمائی اور حرم میں نماز کی اِجازت دی:

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ [سورۃ الانفال، آیت:64]

''اے غیب کی خبریں دینے والے! اللہ تعالیٰ آپ کو کافی ہے اور آپ کی پیروی کرنے والے مسلمان (اللہ کی توفیق سے) کافی ہیں۔ (مفاتیح الغیب، المعروف تفسیر کبیر)

سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود فرماتے ہیں: ہم دو صفوں کی صورت میں حرم شریف کی طرف روانہ ہوئے، ایک صف میں سید الشہداء جناب امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، دوسری صف میں مَیں تھا۔ جب ہم مسجد میں داخل ہوئے تو قریش مجھے اور جناب امیر حمزہ کو دیکھ کر نہایت پریشان ہوئے۔

فَسَمَّانِيْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ الْفَارُوْقَ وَفَرَّقَ اللهُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ۔

''رسول اللہ ﷺ نے اُسی دن مجھے ''فاروق'' کے لقب سے نوازا اور اللہ تعالیٰ نے حق و باطل کے درمیان فرق واضح کر دیا۔ (حلیۃ الاولیاء، و طبقات الاصفیاء)

غیرتِ فاروقی بزبانِ نبوی

سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: (مفہوم) مَیں نے خواب میں جنت کا نظارہ کیا، وہاں ایک محل دیکھا۔ مَیں نے پوچھا: ''یہ محل کس کا ہے؟ بتایا گیا کہ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

فَأَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَهُ فَأَنْظُرَ إِلَيْهِ، فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ۔

''مَیں نے چاہا کہ اندر داخل ہو کر نظارہ کروں، مگر اے عمر! مجھے تیری غیرت یاد آ گئی (جس کی وجہ سے مَیں اندر نہیں گیا)''۔

راوی کہتے ہیں: سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے، اور کہا:

بِأَبِيْ وَأُمِّيْ يَارَسُوْلَ اللهِ! أَعَلَيْكَ أَغَارُ۔ (صحیح بخاری، حدیث:3679)

''یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، کیا آپ کے تشریف لے جانے سے مجھے غیرت ہوتی؟''

(ہرگز نہیں، یہ سب انعامات آپ کے قدموں کی برکت سے ہی ہیں)۔

دینی غیرت اور مولانا خادم حسین رضوی

گزشتہ سطور میں مذکور ہوا کہ دین کی خاطر غیرت کو اللہ تعالیٰ اور اُس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پسند فرماتے ہیں۔ گزشتہ عرصے میں جن شخصیات نے اُمت کی دینی غیرت کو بیدار کیا ہے اُن میں سرفہرست نام امیر المجاہدین شیخ الحدیث مولانا حافظ خادم حسین رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لہجے میں بھی ایسی غیرت رکھی تھی کہ دُنیا بھر کے عاشقانِ رسول، حتیٰ کہ جو لوگ پنجابی یا اُردو نہیں سمجھتے، وہ بھی اُن کی گفتگو سُن کر جھوم اُٹھے۔

سوانحی خاکہ

شیخ الحدیث مولانا حافظ خادم حسینؒ 3 ربیع الاوّل، 1386ھ/22 جون 1966ء کو ''نکہ توت''، ضلع اٹک میں حاجی لعل خان صاحب علیہ الرحمہ کے گھر پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم آبائی گاؤں کے سکول میں حاصل کی، بعد ازاں جہلم میں قرآنِ کریم حفظ کرنے کے بعد دینی علوم کی عظیم درس گاہ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں داخل ہوئے۔

اس جامعہ سے دینی علوم کی تکمیل کے بعد 1408ھ، 1988ء میں اکابر کے ہاتھوں دستار فضیلت حاصل کی۔

فراغت کے دو سال بعد سے 2015ء تک اپنے مادرِ علمی جامعہ نظامیہ رضویہ میں ہی دینی علوم کی تدریس فرماتے رہے اور شیخ الحدیث کے منصبِ جلیل پر بھی فائز رہے۔ اس دوران 2007ء میں جامعہ نظامیہ رضویہ کے فضلا کی تنظیم ''مجلس علماء نظامیہ پاکستان'' کے مرکزی صدر بھی منتخب ہوئے۔

اُن کی شہرت اُس وقت عروج پر جب 2011ء میں شہیدِ ناموس رسالت ملک ممتاز حسین قادری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اُس وقت کے گورنر سلمان تاثیر کو ایک گستاخ عورت کی حمایت اور قانونِ تحفظِ ناموس رسالت پر تنقید کرنے کی وجہ سے قتل کر دیا۔ اُس وقت غازی ممتاز حسین قادری شہید علیہ الرحمہ کی اس کاوش کو خراجِ تحسین پیش کرنے اور اُمت مسلمہ میں تحفظِ ناموس رسالت کے حوالے سے بیداری مہم چلانے میں علامہ خادم حسین رضوی علیہ الرحمہ پیش پیش رہے۔

2016ء میں ممتاز حسین قادری علیہ الرحمہ کے عدالتی قتل کے بعد بھی علامہ خادم حسین رضوی علیہ الرحمہ نے اُمت میں غیرتِ دینی بیدار کرنے کی مہم کو جاری رکھا اور نفاذِ نظامِ مصطفیٰ اور تحفظِ مصطفیٰ کے لیے ''تحریکِ لبیک پاکستان'' کے نام سے ایک سیاسی جماعت قائم کی اور تادمِ آخر اس کے امیر رہے۔

محبت و تعظیمِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

علامہ خادم حسین رضوی علیہ الرحمہ کی شخصیت میں یہ وصف بہت نمایاں تھا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے غیر مشروط اور بے پناہ محبت کرتے اور دوسروں کو بھی اِس کا درس دیتے۔ یہی وجہ ہے کہ تدریس کے دوران کسی بھی فن کی کتاب ہوتی، کوئی بھی کلاس پڑھنے کے

لیے موجود ہوتی اور کوئی بھی مسئلہ زیر بحث ہوتا، وہ بہر صورت محبت رسول ﷺ اور تعظیمِ رسول ﷺ کا کوئی نہ کوئی پہلو تلاش کر لیتے۔

اُن سے درسِ حدیث لینے والے جانتے ہیں کہ ایکسیڈنٹ سے پہلے اُنھوں نے کبھی بھی چار زانو درسِ حدیث نہیں دیا، حدیث پاک کے ادب کے پیش نظر ہمیشہ دو زانو، یا حفاظکی طرح بیٹھ کر درسِ حدیث دیتے۔ دورانِ تدریس کئی بار آبدیدہ ہو جاتے۔

غیرتِ دینی

اُمت میں سب سے زیادہ دینی غیرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نصیب ہوئی۔ اُن کے قدموں کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے علامہ خادم حسین رضوی علیہ الرحمہ کو اِس وصف میں کمال عطا کیا تھا۔ وہ یہ شعر کثرت سے پڑھا کرتے تھے:

نہ سر جھکا کے جیے نہ منہ چھپا کے جیے
ستم گر کی نظروں میں نظریں ملا کر جیے

ہم ایک دن کم جیے تو حیرت کیا
ہم اُن کے ساتھ تھے جو مشعلیں جلا کیے جیے

کروں تیرے نام پہ جاں فدا

شیخ الحدیث مولانا خادم حسین رضوی علیہ الرحمہ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں بڑھاپے اور معذوری کے باوجود جس طرح تحفظِ ناموسِ رسالت کے لیے خدمات سرانجام دیں، اُن کے کردار سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

حدیبیہ کے مقام پر عروہ نے مسلمانوں کی ظاہری حالت دیکھ کر کہا تھا: اے محمد ﷺ آپ اِن کمزور حال مسلمانوں پر اعتماد نہ کیجیے، یہ مشکل حالات میں آپ کو چھوڑ جائیں گے۔ اُس کا یہ جملہ سن کر پیکر صدق ووفا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت غصے اور جلال کی کیفیت میں سخت الفاظ سے مخاطب کر کے استفہام انکاری کے طور پر فرمایا:

أَنَحْنُ نَفِرُّ عَنْهُ وَنَدَعُهُ؟ (صحیح بخاری، حدیث:2731)

''کیا تم سمجھتے ہو کہ ہم آپ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے''۔

(جب ہمارے ساتھ واسطہ پڑے گا تو دیکھو گے کہ ہم اُن کے قدموں پر کیسے جانیں نچھاور کرتے ہیں)!!!

گزشتہ رات جب شیخ الحدیث علامہ خادم حسین رضوی علیہ الرحمہ کے وصال کی خبر پہنچی تو پوری دنیا کے عشاقانِ رسول کی آنکھیں نم تھیں۔ ایسے لگتا ہے کہ اُنھیں کے بارے میں شاعر نے کہا تھا:

اہل چمن مجھ کو بہت یاد کریں گے
ہر شاخ پہ اُنگلیوں کے نشان چھوڑ آیا ہوں

یقیناوہ سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے ان اشعار کے مصداق تھے:

اُنھیں جانا اُنھیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد مَیں دنیا سے مسلمان گیا
نکیرین کرتے ہیں تعظیم میری
فدا ہو کے تجھ پر یہ عزت ملی ہے
قضا حق ہے مگر اس شوق کا اللہ والی ہے
جو اُن کی راہ میں جائے وہ جان اللہ والی ہے

اسلام غیرت کا درس دیتا ہے

سید زمان علی جعفری قادری

9/11 کا واقعہ امت مسلمہ کے لیے اپنے دامن میں خاک وخون اور شعلوں کی بارش لے کر آیا..... جارج بش نے نہتے مسلمانوں کے ساتھ صلیبی جنگوں کے جس تسلسل کا اعلان کیا تھا دو دہائی تک اپنی پوری شدت سے جاری رہی..... عجب تماشہ تھا..... مت مسلمہ زخموں سے چُور چُور تھی..... لہو پورے بدن سے رِس رہا تھا..... عراق وشام پر شعلے برستے رہے..... افغانستان کی سرزمین پر لہو بہتا رہا..... پاکستان تقریبا دو دہائیوں تک خودکش حملوں کی زد میں رہا..... مسلمان نمازیوں پر یہودی کُتے چھوڑ رہے تھے..... مسلم عورت عبرت کی داستان بنا دی گئی..... برما میں مسلم خواتین کی عصمت دری ہوتی رہی..... کشمیر میں مسلمان ذبح ہوتا رہا..... گنٹینر میں مسلمانوں کو بند کر کے نیچے سے آگ لگا کر انہیں بھون دیا گیا..... گوانتانا موبے کی جیل میں مسلمان قیدیوں سے ہونے والی بدسلوکی سے لے کر ..... گستاخانہ خاکوں تک صلیبی دہشت گردی وحشت وبربریت کی نئی داستان رقم کرتی رہی .....لیکن اس ہولناک جنگ کا ایک عجب وحشی منظر یہ تھا کہ ظالم ومظلوم دونوں ایک ہی نعرہ لگا رہے تھے..... ظالم قہقہے لگاتے ہوئے کہہ رہا تھا اور مظلوم عاجزی وانکساری کے ساتھ ہاتھ جوڑتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ جن کا جسم لہولہو تھا وہ بھی اور جو لہو میں نہلا رہے تھے وہ بھی .....جو ستم ڈھا رہے تھے وہ بھی اور جو ظلم سہہ رہے تھے وہ بھی..... محراب ومنبر سے لے کر

جامعات کے استاد تک .....ٹی وی پر بیٹھے صحافیوں اور دانشوروں تک سب ہی ایک نعرہ لگا رہے تھے .....مومنین سے لے کر مُستَشرقین ومُتجَدّدین تک سب ایک ہی راگ الاپ رہے تھے: ''اسلام امن کا درس دیتا ہے'' تصور تو کیجیے کیسا عجیب اور ہولناک منظر ہے..... جسم لہولہو ہے اور سسکتے ہوئے وجود کے ساتھ ایک ہی آواز سُنائی دے رہی ہے: ''اسلام امن کا درس دیتا ہے'' امت کی بیٹی کو پکڑ کر امریکہ کے حوالے کر دیا جاتا ہے اور کہنے والے کہتے ہیں ''اسلام امن کا درس دیتا ہے'' دوسری جانب پوری دنیا میں ''میڈِن امریکہ تصوف'' کو فروغ دیا جاتا ہے.....ڈالرز کی بوریاں کھول دی جاتی ہیں.....نام نہاد صوفیوں کی ایک پوری جماعت چوغے پہن کر نکل کھڑی ہوتی ہے اور کہتی ہے: ''اسلام امن کا درس دیتا ہے''.....یہ ستم 15 سال تک اپنی آب وتاب کے ساتھ جاری رہتا ہے.....ایسا لگتا ہے پوری قوم ہپناٹزم کا شکار ہو چکی ہے کہ اسی دوران وہیل چیئر پر بیٹھا ایک بظاہر معذور شخص خانقاہ سے نکل کر رسم شبیری ادا کرتا ہے اور پوری قوت سے نعرہ لگاتا ہے.....''اسلام غیرت کا درس دیتا ہے'' نسلِ نو کو داستانِ عزیمت اپنے کردار کی زبان میں سُناتا ہے تو دنیا دیکھتی ہے دشمنانِ اسلام کی مصنوعی امن پسندی کا سحر ٹوٹنے لگتا ہے.....آوازیں بلند ہونے لگتی ہیں .....مصنوعی تصوف پر مشتمل خانقاہی گرجے ڈھیر ہونے لگتے ہیں .....یورپ کے قہقہے تھمنے لگتے ہیں تو مومنین کے چہرے دمکنے لگتے ہیں کہ ہے کوئی للکارنے والا .....مخالفین کی آواز سنائی دیتی ہے یہ کون دیوانہ ہے جو انہیں للکار رہا ہے.....پھر فرانس نے سرکاری سطح ہر جب خاکے لگائے تو وہ دیوانہ رک نہ سکا پوری قوت سے نعرہ لگایا من سابَ نبیاً فقتلوہ جو نبی کی شان میں گستاخی کرے اسے قتل کر دو بچے بچے کو رسول اللہ ﷺ کا فرمان یاد ہونے لگا .....حدیث رسول ﷺ نے سلوگن کی شکل اختیار کر لی ..... عالمِ کفر سہم گیا .....شیلنگ بڑھنے لگی ..... اپنے کارکنان کے ساتھ اس نے شیلنگ کا بھی مقابلہ کیا مگر

شیلنگ کے اثرات پڑنے ہی تھے اس نے دیوانے کی طبیعت کو اور خراب کر دیا.....اور خلقِ خدا نے، اہلِ درد نے آنسوؤں کو ضبط کرتے ہوئے سفرِ شہادت کی مبارکباد دی۔ یقیناً آواز تو آئی ہوگی حبیب کو حبیب سے ملا دو۔ آؤ! اس عظیم مُجاہد کی آواز کو مضبوط بنائیں .....آرائش کردار سے تحفّظِ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذمہ اٹھائیں.....

یہ کیا سُنا کہ حضرتِ خادم چلے گئے!

فردین احمد خاں فرؔدین رضوی

شہادت ہے مقصود و مطلوبِ مؤمن نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی
نظر اللہ پر رکھتا ہے مسلمانِ غیور موت کیا شے ہے فقط عالمِ معنی کا سفر

عزیزانِ ملت اِسلامیہ! یوں تو دنیا میں سبھی آئے ہیں جانے کے لیے مگر کچھ مردانِ خدا ایسے ہوتے ہیں جن کی موت ایک عالَم کی موت سے تعبیر کی جاتی ہے۔کل 19 نومبر 2020ء کی رات تقریباً دس بج کر بیس منٹ کے قریب ایک ایسی الم ناک خبر موصول ہوئی جس کو سن کر ایک لخت پورے بدن میں کپکپی اور ذہن پہ سکتہ طاری ہو گیا۔ عالَمِ اسلام کی ایک معروف مذہبی شخصیت، خلیفۂ تاج الشریعۃ، شیخ الحدیث والتفسیر، امام المدافعین امیر المجاھدین، امامِ حرّیت، پاسبانِ ناموسِ رسالت، محافظِ ختم نبوت، پیرِ طریقت، عالمِ اسرارِ حقیقت، صاحبِ حلم و شجاعت، نازشِ فنِّ خطابت، منبعِ جود و سخاوت، پیکرِ خلوص و محبت، دافعِ کفر و ضلالت، عاشقِ اعلیٰ حضرت، نادر المثال، راویٔ اقبال، زینۃ الفقھاء، مرجع العلماء، قدوۃ المحدثین امام المسلمین، حضرت استاذ العلماء علامہ مولانا **حافظ خادم حسین رضوی** نور اللہ قدرہ رفع درجاتہ ویسکنہ فسیح جناتہ ویلھم أھلہ وذریہ الصبر و السلوان ۔ اس دارِ فانی سے دارِ بقا کی طرف کوچ کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

کیا خوفناک اور غم واندوہ میں ڈوبا ہوا منظر تھا کہ جوں ہی یہ خبر سطحِ زمین سے نمودار ہوئی ایک

لمحے میں پورے عالم میں بجلی کی طرح پھیل گئی۔ دم بھر میں ساری دنیا ہل گئی، جسے دیکھو رو رہا ہے، جہاں نظر ڈالو بدحواسی کا عالم ہے، خود میری کیفیت یہ تھی کہ کچھ کہتا نہ بنتا تھا، اس ہنگامے میں اپنے آپ کو کسی طرح سنبھال کر چند قریبی دوستوں دو بذریعۂ فون اس سانحے کی اطلاع دی، اور جس سے بھی بات کی یوں محسوس ہوا کہ یقیناً یہ جماعت اہلِ سنت کا ایک عظیم نقصان ہے اور جو خلا ان کی رحلت سے پیدا ہوا ہے وہ آنے والے کئی سالوں میں پورا ہوتا نظر نہیں آتا۔

آپ اس عظیم شخصیت کی غیر معمولی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگائیں، کہ ان کے جانے سے صرف ان کا آبائی وطن ہی نہیں بلکہ کوسوں دور، مرکزِ اہلِ سنت بریلی شریف، مارہرہ مطہرہ، کچھوچھہ مقدسہ، بدایوں معلیٰ، ناگپور شریف، الغرض کہ پوری دنیا کے عاشقانِ مصطفیٰ علیه وآله وصحبه أطيب الصلوٰة وأكمل الثناء نے اشکوں سے آنکھوں کا وضو کیا اور دل سے اس مردِ خدا کے رفع درجات کی دعا فرمائی۔

زندگی بھر حضرت علامہ حافظ خادم حسین رضوی نور اللہ مرقدہ عشقِ رسالت مآب ﷺ کا جام تقسیم فرماتے رہے اور تحفظ ناموسِ رسالت اور ختم نبوت کا درس سکھاتے رہے۔ ان کا فلسفہ تو فقط اتنا تھا کہ ''حضور نال محبت کرنی ہے اننے وا'' یعنی اپنی حیات کا نصب العین فقط عشقِ آقائے دو جہاں ﷺ کی سچی محبت ہے اور ایسی محبت جو چوں و چراں سے پاک ہو، جو کمالِ عشق و مستی بے نیازی کا مظہر ہو، جو پر خلوص اور صدق دل سے ہو۔

عقل حیران ہے کہ وہ بیک وقت کتنی خدمات انجام دے رہے تھے، وہ صرف ایک عالم نہیں، بلکہ وہ ایک درسگاہ کے مدرس تھے عالم گر تھے، ایک جامعہ کے شیخ الحدیث تھے، صَرف ونحو کے امام تھے، کئی ماہانہ جریدوں کے سرباراہ تھے، بے شمار مدارس کے سرپرست تھے، ایک صاحبِ سلسلہ صوفی تھے، پیرِ طریقت تھے، ایک سیاسی جماعت کے بانی و

سر براہ تھے، ایک عظیم محدث، ایک کہنہ مشق مصنف تھے، میدان جہاد کے مجاہد تھے، محفلِ خطابت کی رونق تھے، اور اگر یوں کہوں تو نہ مبالغہ آرائی ہوگی نہ غلط بیانی کہ یقیناً وہ ہزاروں زندہ دلوں کی دھڑکن تھے اور رہیں گے۔

آہ! آج وہ چمکتا ہوا ستارہ ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا، وہ علم و عرفان کا شمس تاباں خاکدانِ گیتی سے نکل کر عشقِ محمدِ عربی ﷺ کے بحر بیکراں میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا، وہ آواز جو مردہ دلوں میں جان پھونکا کرتی تھی اب ہماری سماعتیں اس سے محروم ہو گئیں، جس کا نظارہ کروڑوں دلوں کی عید تھے اب وہ فقط عالمِ تصور ہی میں نظر آئے گا، وہ آدمی کیا تھا عشق و عرفان، کیف و سرور، محبت و الفت، جود و سخا، صدق و صفا، جلال و جمال کا ایک چھلکتا ہوا جام تھا، جو اپنا تن من دھن سب کچھ حضور اکرم ﷺ کی عزت و ناموس پر لٹا کر دنیا سے رخصت ہو گیا۔

آہ صد آہ! وہ بلبلِ باغِ رضا کہاں گیا جس کی منقار ہمیشہ نغماتِ رضا سے تر رہتی تھی، سج کے لبوں پر فقط عشقِ مصطفی ﷺ کے گیت تھے، وہ عظیم نعت خواں کہ جس نے اقبال کا تعارف دوبارہ دنیا کے سامنے پیش کیا اور کیا خوب کیا! واہ اے ویل چیئر والے بابا! خود تو بیٹھے رہے مگر سوئی ہوئی اُمت کو جگا گئے! خود تو خاموش ہو مگر لاکھوں کو گویا کر گئے! اب تو مزے سے حضور کے جلووں سے لطف اندوز ہو رہے ہو مگر ہمیں دیدار رخ زیبا سے محروم کر گئے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

قارئین کرام، جس آیت کریمہ کا ذکر میں نے شروع میں کیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا

تَشْعُرُوْنَ ۝ (سورہ البقرۃ آیت:154)

اب آپ اس آیت کے تناظر میں حضرتِ خادمِ دین وملت کی رحلت کا جائزہ لیں، آخری سانس تک ایک مردِ قلندر میدانِ عمل میں بیٹھا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس مقدر میں وہ حسین موت لکھ دی ہے کہ ناموسِ رسالت پر پہرہ دیتے ہوئے اسے دنیا سے جانا ہے، وہ بیٹھا، اچانک طبیعت ناساز ہوتی ہے، ہسپتال لے جایا جاتا ہے اور چند لمحات کے بعد وہ اپنے مالکِ حقیقی سے جاملتا ہے۔ سبحان اللہ! واہ خادم حسین رضوی! آپ کی عظمتوں کو سلام، آپ کی خوش قسمتی کو سلام! آپ کے بلند اقبال کو سلام! کیا پیاری موت ہے کیسی میٹھی نیند ہے، کیا اونچا نصیب ہے! زندگی بھر خدمتِ دین وملت فرماتے رہے اور آخری سانس میں بھی وہی خدمت نصیب ہوئی۔ کیا یہ اس بات کا اشارہ نہیں کہ اللہ و رسول نے آپ کی خدمات جلیلہ کو اپنی مقدس بارگاہ میں قبول فرمالیا ہے! سبحان اللہ سبحان اللہ!

جذبات کے اس تلاطم میں فقط آخری بات اتنی ہی کہنا چاہوں گا کہ دنیا خادم حسین رضوی کو جو بھی سمجھتی ہو، مگر اس پورے واقعے اور ان کی رحلت پر ملت اسلامیہ کے اس ردِّعمل نے یہ ثابت فرمادیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سچی غلامی جو اختیار کرلیتا ہے تو یہ ساری دنیا، سارا زمانہ اور تمام عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے ہوجایا کرتے ہیں۔ ؎

کی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی غلامی سچی محبت اور سچا عشق عطا فرمائے، مسلکِ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ پر زندگی اور اسی پر موت عطا فرمائے۔

آمین یا رب العالمین یا مجیب الدعوات بجاہ النبی الأمین من ھو دافع البلاء والآفات علیہ افضل السلام و أکمل الصلوات

بڑی سرکار کا بڑا چوکیدار

محمد اکرم ربانی

اس دور کا قصہ ہے یہ ماضی کی داستان نہیں ہے یہ گذرے ہوئے اولیاء کرام کی کرامات نہیں۔ یہ اس وقت اسی سال اسی ماہ کا واقعہ ہے کہ امیر المجاہد ہیں۔ شیخ الحدیث حافظ علامہ خادم حسین رضوی اس جہان دار فانی سے کوچ کر گئے مولانا خادم حسین رضوی کا روان عشق و مستی سے اوائل جوانی سے ہی وابستہ دکھائی دیے درس و تدریس سے وابستگی سبھی علماء کا خاصہ ہے لیکن مولانا خادم حسین رضوی اس فن میں بھی بے مثال تھے جامعہ نظامیہ رضویہ سے تحصیل فراغت کے بعد وہیں پر تدریس کے فرائض سرانجام دینا مولانا اور جامعہ نظامیہ رضویہ کے لیے باعث افتخار رہا علامہ صاحب کی دلی وابستگی جمعیت العلماء پاکستان اور قائد ملت اسلامیہ مولانا شاہ احمد نورانی کے ساتھ ہی مولانا میں عشق رسول کی شمع فروزان تھی جس نے اپنے کردار اور عمل سے لاکھوں لوگوں کی کیفیت بدل کر رکھ دی حضرت علامہ خادم حسین رضوی اس وقت نہ صرف تحریک لبیک پاکستان کے امیر تھے بلکہ آپ اہلسنت کی قدیم درسگاہ (ڈیڑھ سو سالہ قدیم) جامعہ نعمانیہ اندرون ٹکسالی گیٹ کے سر پرست و مہتمم بھی تھے۔ اللہ کریم سے آپ کو اُس وقت عروج عطا کیا جب علماء اجتہاد اور جہاد سے گریزاں تھے جب خانقاہی نظام سے تزکیہ نفوس مفقود ہو چکا تھا جب مزارات حکومتی سرکاری سرپرستی میں سیاسی اکھاڑے بن چکے تھے جب پیرانِ عظام کے چھوکرے سجادہ نشین شیعہ سُوگر اور رافضی کو ماننے سے مخمور ہو کر دین مصطفیٰ کو بھلا کر یزیدی کردار

اپنائے ہوئے تھے اللہ تعالیٰ نے امیر المجاہدین کے خلوص نیک نیتی اور عشق رسول کی بدولت آج علماء حقِ اور عوام اہلسنت حافظ خادم حسین کی صف میں کھڑے باطل کو للکارتے پچھاڑتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں اور اپنی تمام توانائیاں دین مصطفیٰ کے لیے بروئے کار لانے کے لیے تڑپ رہے ہیں۔ حافظ صاحب ایسا نعرہ دیا:

دیکھو دیکھو کون آیا! دین آیا دین آیا!

یہ نعرہ خلوص باطنی اور تطہیر روح کا آئینہ دار ہے۔

مولانا اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ کے مے کدہ عشق نبی سے حُب نبی کے جام نوش کیے پھر یہی جام لٹاتے اور تقسیم کرتے جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی حضرت اکثر اپنے خطبات میں امام اہلسنت کے اشعار پڑھ کر مجمع میں نئی روح پھونک دیا کرتے تھے ایک ایک کارکن کے ورد زبان کروادیا کرتے تھے۔

اُنہیں جانا اُنہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

یہ فقط اہلِ اللہ ہی کا کام ہے اپنے خاتمہ بالخیر سے اللہ تعالیٰ کی مدد سے آگاہ ہو جاتے ہیں اور دینِ و دنیا سے بے پرواہ ہو کر اپنے رب اور اُسکے رسول سے لو لگا لیتے ہیں پھر دنیا کا کوئی غم اور خوف اُنہیں رنجیدہ نہیں کر سکتا مے کدہ رضا سے سرشار ہو کر علامہ فضل حق خیر آبادی مجاہد تحریک آزادی بطل حریت کفایت اللہ کافی شہیدان جنگ آزادی سے بے پناہ متاثرہ مسحور کن تاثر لیکر جذبہ حریت و جرأت کا درس لیا اور پھر اس درس جہاد کو عملی قربانی کی صورت میں پیش کر دیا ان بزرگان دین کو ایک ایک بادشاہ یا چٹی چمڑی والوں کے ظلم و ستم سہنے پڑے جبکہ شیخ الحدیث خادم حسین کو چار پانچ سر براھان مملکت دین دشمنوں اور انگریز کے ایجنٹوں سے واسطہ پڑا مگر اس نام اور کام کے امیر المجاہدین کے پائے استقلال میں ذرہ بھر لغزش نہ

آئی بلکہ موت کی آنکھ میں آنکھیں ڈالیں دس جنازوں کی موجودگی میں رونے دھونے ماتم بین ہائے وائے امداد کی بجائے یہی نعرے بلند ہوئے ہیں۔ جب بارہ ہزار روندشیل چلائے گئے مگر خادم حسین اپنے سرفروش لوگوں کے ہمراہ یہی نعرے بلند کرتا رہا:

لبیک لبیک لبیک یا رسول اللہ!

تاجدار ختم نبوت زندہ باد!

امیر المجاہدین دل نور قرآن سے منور تھا یہ وجہ ہے کہ قرآن وحدیث کی رہنمائی اُنہیں حاصل رہی وہ مضبوط حافظ قرآن ماہر مدرس شیخ الحدیث حافظِ کلام اقبال وسعدی کے علاوہ کلام رضا کے عمل شارح شمار کیے جائیں اپنی تقاریر کو عاشق زار رسول امام احمد رضا کے کلام سے تقویت دیتے تھے یہی وجہ ہے کہ ہر جگہ یہ مقام پر قید و بند کی صعوبتوں میں بھی اللہ تعالیٰ اور رسول مکرم تاجدار ختم کی کی حمایت اور نصرت اُنکے شامل حال رہتی تھی حافظ خادم حسین رضوی اُس مقام پر فائز تھے جس کی آرزو کرتے کرتے علامہ ڈاکٹر اقبال گزر گئے۔

عطا اسلاف کا جذب دروں کر

شریک زمرہء لا یخزہ نوں کر

خرد کی گتھیاں سلجھا چکا میں

مجھے یہ کہنے میں باک نہیں کہ مولانا کا جذبہ دریائے جنون کو عبور کر کے مرتبہ لا یجزوں سے فزوں تر ہو گیا تھا یہی وجہ ہے کہ ہر مقام پر موت کی آنکھ میں آنکھیں ڈال کر ملت کو ابدی زندگی سے ہمکنار کر گئے آج تحریک لبیک کی صورت میں آپ کی موجوں اور لہروں سے اسلام کے سرفروش اور باطل شکن سپاہی تیار ہو چکے ہیں جو بلا لومتہ لائم دشمنانان اسلام باغیاں ختم نبوت، غالیاں علی، منکرین صحابہ اور منافقین کے لیے موت کا پیغام اور شمشیر بے نیام ہیں امیر المجاہدین نے قرآن وحدیث سے مربوط نعروں سے گرد ھٹا کر عوام

سادہ نعروں سے سبق آموز رنگ دیا جو واضح پیغام کی صورت عوام اور خصوصاً نوجوانوں کا لہجہ گرما رہا ہے۔ انہیں میں ایک یہ ہے:

من سَبَّ نَبی فاقتلوہ فاقتلوہ

انہی پیغامات کی بدولت اُمت مرحومہ امت خوابیدہ میں بیداری کی لہر دوڑی اور حیات جاودانی آئی۔ اسی بیداری نے باغیان ختم نبوت کا پردہ چاک کیا۔ ختم نبوت قانون میں کی گئی ترمیم واپس لینی پڑی اُس وقت کے وزیر قانون کو استعفیٰ دینا پڑا اس بیداری نے موت سے نظریں ملا کر عظمت رسول پر پردہ دیا ختم نبوت کے ڈاکوؤں کا ناطقہ بند کیا اسی بیداری نے دشمنان دین کے منہ پر جوتے برسائے اسی بیداری نے دین دشمن لوگوں کے منہ کالے کیے اسی بیداری نے اسلام دشمن ارسطو کی ہڈیاں توڑی اسی بیداری نے محاسبہ کی وہ تحریک شروع کی جس نے صل کلی منافقین اور حق باطل کی آمیزیش کرنے والے باطل کی ایجنسیوں کو سر عام للکارا اور اس صدی کے بندگان درھم دینار، پیران سیم وزر، قبوری تجار کو مینار پاکستان کے سائے میں للکارا اور لتاڑا جس سے دین دشمن ناعاقبت اندیس لونڈوں پر کڑی ضرب کاری پڑی آپکا وہ جملہ بہت مقبول اور مستور ہوا جس میں آپ نے فرمایا تھا جب کوئی دشمن صحابہ تم سے مخاطب ہو کہ کہو:

دُر دُر کتیو! دُر دُر کتیو!

یہ بات آپ نے اپنے جذبہ عشق کی بنا پر ہی نہیں کہی ارشاد محبوب رب العالمین:

''جب دیکھو میرے صحابہ کو بُرا کہا جا رہا ہے اُن سے علیحدہ ہو جاؤ اور کہو تمہارے شر پر خدا کی لعنت ہو۔''

جنازہ کا منظر دیکھ کر کئی غیر مسلم اور بدعقیدہ لوگ اپنے عقیدہ سے تائب ہوئے اور امیر المجاہدین کی حق گوئی بے باکی کے معترف ہو کر خراج عقیدت پیش کیا۔

ویل چیئر والا فقیر

محمد اظہار الحق

ایسا نہیں کہ وہ فرشتہ تھا۔ انسان تھا! گوشت پوست کا بنا ہوا! اس سے غلطیاں بھی ہوئیں! مقصد کے حصول کے لیے اس نے جو طریقہ اپنایا، اس طریقے سے اختلاف بھی رہا۔ صرف اس کالم نگار کو نہیں، بے شمار دوسرے لوگوں کو بھی۔ اس کی زبان پر، اس کے انداز بیان پر بھی اعتراضات رہے! مگر ایک صفت ایسی تھی کہ سب عیوب کو ڈھانپ گئی۔ دل میں حُبِ رسول تھی! موج موج! اس قدر کہ اُس فقیر نے کوئی مصلحت دیکھی نہ ہی کوئی خوف لاحق ہوا۔ دنیاوی مال ومتاع تھا نہ منصب! اُس کا تو جسم بھی پورا نہ تھا' لیکن اُس نے رسول کی محبت کا جھنڈا اٹھایا اور لوگوں کو آواز دی۔ یہ حُبِ رسول کا معجزہ تھا، زندہ معجزہ! کہ لوگ اس کے گرد اکٹھے ہو گئے! فوج در فوج! سینکڑوں، ہزاروں، لاکھوں کی تعداد میں! اُس نے ثابت کیا کہ حُبِ رسول سے بڑھ کر کوئی شے ایک مسلمان کے لیے اس دنیا میں زیادہ قیمتی نہیں ہو سکتی! ویل چیئر پر بیٹھے ہوئے اِس جسمانی لحاظ سے معذور فقیر، اِس تہی دست بوڑھے نے، جس کے پاس محل تھا نہ جاگیر نہ کارخانے نہ عہدہ نہ سیاسی چھتری نہ بیرونی پُشت پناہی! جو اچار سے بھی روٹی کھا لیتا تھا لوگوں کو بتایا کہ رسول کی محبت کے بغیر یہ زندگی مٹی کے ایک ذرے کے برابر بھی نہیں! بگری کی چھینک جتنی بھی نہیں! عزت اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔ کسی بادشاہ، کسی وزیر، کسی صدر، کسی امیر، کسی سفیر کی نہیں! اُس نے آواز لگائی

اور رسول کے شیدائی اُس سے آ ملے! دنیا داروں نے بہت باتیں بنائیں! کسی نے کہا' اسٹیبلشمنٹ کا آدمی ہے! کسی نے کہا' حکومت کو گرانا چاہتا ہے۔ کسی نے کہا' حکومت کو بچانا چاہتا ہے۔ کسی نے کہا' فلاں جماعت پشت پر ہے! مگر اُسے کسی افترا، کسی طعنے کی پروا نہیں تھی۔ اپنے کسی دنیاوی یا سیاسی فائدے کے لیے کسی گروہ، کسی جماعت، کسی ادارے نے اُس کی حمایت کی تو وہ اِس پر اِترایا نہیں! جس مقصد کے لیے اٹھا تھا، اُسے ایک لمحے کے لیے بھی نہیں بھولا۔ بخار سے پِنڈا دہکتا، سلگتا، بھڑکتا رہا! سانس اٹکتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کی زندگی اسمِ محمد کی حرمت پر قربان ہوگئی۔

خلقت چہار دانگِ عالم سے امڈ کر آئی۔ اس تہی دست فقیر کو رخصت کرنے بوڑھے' جوان اور بچے' اور تندرست و بیمار لاکھوں کی تعداد میں جمع ہوئے۔ عورتیں جنازے کے راستے پر چھتوں سے پھول پھینکتی رہیں۔ کوئی غیر مرئی طاقت مخلوق کو کھینچ کھینچ کر لا رہی تھی۔ بسیں پکڑی گئیں نہ پٹواریوں' تھانیداروں تحصیلداروں کی ڈیوٹیاں لگائی گئیں۔ قیمے والے نان کھلائے گئے نہ بریانیاں پیش کی گئیں۔ یہ بھوکے پیاسے تھے، مگر کیسے بھوکے پیاسے کہ بھوک کی پروا تھی نہ پیاس کی۔ میلوں پیدل چلے مگر تھک کر کوئی بیٹھا نہ واپس ہوا۔ کوئی بس پر آیا تو کوئی کسی سوزوکی سے لٹک کر، کوئی کسی ٹرک پر تو کوئی فرسنگ در فرسنگ، سائیکل چلاتا ہوا! کسی کے پاس شب بسری کا انتظام تھا تو کسی کے پاس وہ بھی نہ تھا۔ کسی کی جیب میں سفر کا خرچ تھا تو کوئی تہی کھیسہ تھا! مگر ایک دولت سب کے پاس تھی! حُبِ رسول! یہ گٹھڑی بھری ہوئی تھی۔ یوں یہ سب غنی تھے۔ سب مالدار تھے۔

مجنوں پر لوگ ہنستے تھے کہ اتنی بھی کیا محبت کہ اپنا ہوش نہیں۔ محبت کیا ہے یہ اسی کو علم ہوتا ہے جس کے دل میں محبت جاگزین ہو! وہ جو کیڑے نکال رہے ہیں، افق افق سے امڈ کر جنازے میں شامل ہونے والوں کو سادہ لوح کہہ رہے ہیں، انہیں کیا معلوم محبت کیا ہے۔

محبت بھی رسول کی! انہیں کیا خبر یہ کیسا نشہ ہے۔ تاریخ کے اوراق بھرے پڑے ہیں۔ کتنوں پر تلوار اٹھا کر کہا گیا کہ محمد ﷺ کو ماننے سے انکار کر دو بچ جاؤ گے، گردنیں کٹ گئیں، مگر چھوڑ دینے کا کسی نے سوچا تک نہیں۔ بہت سے دماغ یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ محمد رسول اللہ تو محمد رسول اللہ ﷺ ہیں، ان کے غلاموں کے غلاموں کے غلاموں کے جوتوں کے نیچے لگی ہوئی مٹی بھی دنیا بھر کے خزانوں پر بھاری ہے۔ میکرون کو کیا خبر کہ مسلمان، اپنے پیغمبر کا نام لیتے ہوئے فداہ أمّی و أبی کہتے ہیں کہ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان! کیا کبھی کسی نے اپنے ماں باپ کو بھی قربان کیا ہے؟ ہاں! مسلمان کرتے ہیں اور فخر سے کرتے ہیں! اہل فرانس کو کیا علم کہ مسلمان نام نامی اسم گرامی لیتے ہوئے فداہ ابی و امی و روحی و مالی و ولدی پکارتے ہیں! کہ روح بھی آپ ﷺ پر قربان! مال بھی آپ ﷺ پر فدا! اولاد بھی آپ ﷺ پر نثار! گنہگار سے گنہگار مسلمان، نماز روزے سے غافل مسلمان، شراب پینے اور قمار بازی کرنے والا مسلمان بھی اپنے نبی کی توہین برداشت نہیں کر سکتا! اختر شیرانی بلا نوش تھے۔ بے عمل مسلمان! ہر وقت نشے میں غرق! ایک بزم میں بیٹھے تھے۔ ہوش سے عاری! جام پر جام لنڈھائے ہوئے! بات بھی روانی سے نہیں کر پا رہے تھے۔ حاضرین مجلس مشاہیر کے بارے میں ان کی رائے لے رہے تھے اور ان کی مدہوشی سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کسی بیباک نوجوان نے رحمت دو عالم ﷺ کا نام لیا اور اختر کے خیالات جاننا چاہے! اختر کا ردعمل کیا تھا؟ شورش کاشمیری نے لکھا ہے، جیسے کوئی برق تڑپی ہو، بلور کا گلاس اٹھایا اور اس کے سر پر دے مارا۔ کہنے لگے، بدبخت! ایک عاصی سے سوال کرتا ہے۔ ایک سیاہ رُو سے پوچھتا ہے۔ ایک فاسق سے کیا کہلوانا چاہتا ہے؟... رونا شروع کیا گھگھی بندھ گئی۔ پھر فرمایا بدبخت! تم نے اس حال میں یہ نام کیوں لیا، تمہیں یہ جرأت کیسے ہوئی؟ گستاخ، بے ادب!

اسے مجلس سے اٹھوا دیا، پھر خود اٹھ کر چلے گئے۔ تمام رات روتے رہے، کہتے تھے کہ یہ لوگ اتنے نڈر ہو گئے ہیں کہ ہمارا آخری سہارا بھی ہم سے چھین لینا چاہتے ہیں'' مگر مغرب مسلمان کی ذہنی ساخت سمجھنے سے قاصر ہے۔ جن مسلمانوں کو خود ان کے خدا نے تلقین کی ہو کہ اپنی آوازیں، نبی کی آواز کے مقابلے میں پست رکھو ورنہ اعمال تہس نہس ہو جائیں گے وہ مسلمان اپنے نبی کی توہین کیسے برداشت کر سکتے ہیں! صوفیا تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ کوئی سیّد ہونے کا مشکوک دعویٰ کرے تب بھی اس کی تعظیم کرو کہ آخر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی لے رہا ہے!

ویل چیئر والے فقیر کے عیوب حُبِ رسول نے ڈھانپ لیے۔ لاکھوں کے جم غفیر نے دست بستہ کھڑے ہو کر، باوضو حالت میں، اس کے لیے سفارش کی۔ روئے! گڑگڑائے! ساری منطقیں اور ساری بحثیں، سارے فقہی جھگڑے، مکاتب فکر کے سارے اختلافات، ایک مقام پر آ کر ختم ہو جاتے ہیں۔ جب آنکھ بھیگی ہوئی ہو تو اختلافات نہیں دیکھتی! اسے صرف محبت دکھائی دیتی ہے، امام مالکؒ نے خاک مدینہ پر چلتے ہوئے جوتے نہیں پہنے۔ کیسی منطق؟ کون سا فتویٰ؟ وقت کا حکمران ہشام بن عبدالملک بیت اللہ کے طواف کے دوران حجر اسود کو بوسہ دینا چاہتا ہے۔ ہجوم اتنا ہے کہ نہیں دے سکتا! پھر ایک شخص آتا ہے اور بے پناہ ہجوم اس کے لیے راستہ چھوڑ دیتا ہے۔ واقعہ طویل ہے اور کالم کا دامن تنگ۔ یہ نواسۂ رسول کے فرزند امام زین العابدینؓ ہیں! جس نام سے نسبت ہے اس کے سامنے حکمرانوں اور سلطنتوں کی کیا حیثیت!

ویل چیئر والا فقیر دنیا میں خالی ہاتھ رہا مگر جاتے ہوئے اس کے پاس بہت قیمتی زادِ راہ تھا!

فرامین امیر المجاہدین

خادم حسین رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ

نِگھّی چادر تان کے سو گئے
مالک چَور پچھان کے سو گئے

لُٹّن والیاں رَج کے لُٹیا
جاگن والے جان کے سَو گئے

- اک جنگ شروع ہو چکی ہے اور یہ ناموسِ رسالت کی جنگ ہے جو اِس جنگ میں پیچھے رہتا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے غداری کر رہا ہے۔
- اگر دُنیا اور آخرت میں عزت چاہتے ہو تو یا رسول اللہ کا نعرہ لگا دو۔
- میری داڑھی سفید ہو گئی اور بہت کتابیں پڑھیں مگر مجھے ایک روایت بھی ایسی نہیں ملی کہ جس سے پتہ چلے کہ جس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے 2 نمبری کی ہو وہ بچ گیا ہو۔
- ملکِ شام کی ایک دیوار پر لکھی ہوئی درد بھری ایک تحریر: عمر ابن الخطاب هل لك عودة فالكلاب الفرس بأتت تنهى يوامر اليوم ؟

ترجمہ: اے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ! کیا آپ واپس نہیں لوٹیں گے؟ فارس (ایران) کے کتے ہم پر حکومت کر رہے ہیں۔

- کہاں گئے امن امن کی رٹ لگانے والے؟ کہاں گئے اِسلام کو دہشت گردی سے منسوب کرنے والے؟ کہاں گئیں جہاد کے نام سے چندہ وصول کرنے والی تنظیمیں؟ کہاں گیا پاکستان کا غدار اور بکاؤ میڈیا کہ جن کو انڈین ایکٹرز کے پاؤں کی پازیب تو نظر آتی ہے لیکن شام میں ہوتا ظلم نظر نہیں آ رہا؟ کیا اِس وقت اِسلام خاموشی کا درس دیتا ہے یا امن کا یا جہاد کا؟؟
- خدارا اَب ذرا تو سوچیے! جو قوم کی بیٹی عافیہ صدیقی کو واپس لانے کے لیے ایک خط نہ لکھ پایا کیا 2018ء کے الیکشن میں عوام پھر اس ظالم جابر اور بے حس کا ساتھ دے گی؟
- اسلام قربانیوں کا نام ہے چیخنے اور چلانے کا نام نہیں۔
- اگر ہم فیض آباد میں جل کر راکھ بھی ہو جاتے تو حضور علیہ السلام کی ختم نبوت کے مقابلے میں ان چیزوں کی کوئی اہمیت نہیں۔
- جس کے پس 4 پیسے آ جاتے ہیں وہ حضور ﷺ سے محبت کرنا چھوڑ دیتا ہے ایسی امیری سے انسان غریب ہی بہتر ہے۔
- دِل تے ہتھ رکھ تے سچ سچ دَس! ہے مسلمان دا مطلب کیا؟ اگر ہندوؤں کے مندروں میں ہی جانا تھا اور بت پرستیاں ہی کرنی تھیں تو پھر پاکستان بنانے کا مقصد کیا تھا؟ لاکھوں ماؤں بہنوں کی عزتیں گئیں پھر پاکستان بنا! اگر تم نے ہولی ہی منانی ہے تو پھر حضور ﷺ کے دین کا مقصد کیا؟
- لبیک کا نعرہ سیاسی نہیں اس سے بڑھ کر ایمان کا ن عرہ ہی کوئی نہیں دو مرتبہ لبیک کا مطلب قیامت تک حاضر ہوں تین مرتبہ لبیک کا مطلب ہے یا رسول اللہ ﷺ جنت میں بھی غلام حاضر ہے۔
- اسلام کسی کا قرض نہیں رکھتا اگر کسی نے صرف اِسلام کے بارے کلمہ خیر بھی کہہ دیا تو

اِسلام اس جملہ کے صدقے ہزاروں لوگوں میں اس کی تعریف کروادیتا ہے۔

- نوجوانو! اُٹھ کھڑے ہوئے تمہارا اُٹھ کھڑا ہونا ہی کافی ہے۔اسلام تمہاری جوانیاں بھی بچائے گا اور تمہاری عزتیں بھی اگر اِسلام کے ساتھ چلو گے تو تمہارا نام بھی روشن رہے گا۔
- باتوں سے بات نہیں بنے گی، دین نافذ کرنے کے لیے گھروں سے نکلنا ہوگا۔
- میں نے کتنی مرتبہ کہا تھا کہ گنہگار کے لیے معافی ہے غدار کے لیے کوئی معافی نہیں اور غازی کے قاتل تو ناموس رسالت کے غدار ہیں۔
- سندھ اسمبلی میں ہولی منانے والوں سے سوال؟ 70 سال ہو گئے کیا ہندوستان کی کسی اسمبلی میں مسلمانوں کو خوشکرنے کے لیے بڑی عید پر ہندوؤں نے گائے ذبح کی؟ بلکہ وہاں تو گائے ذبح کرنے پر مسلمانوں کو ذبح کر دیا جاتا ہے۔
- ووٹ دینے سے پہلے ان باتوں کو غور سے پڑھیں اور فیصلہ کریں؟؟

پاکستان کا مطلب کیا؟؟؟ پاکستان کا مطلب کیا؟؟؟

ختم نبوت کی حفاظت یا اس پر ڈاکہ، مسجدوں کی حفاظت یا ان کے سپیکر اُتارنا

پاکستان کا مطلب کیا؟؟؟ پاکستان کا مطلب کیا؟؟؟

ناموس رسالت کی حفاظت یا اس پر ڈاکہ، مرزائی بہن بھائی یا مرتد

پاکستان کا مطلب کیا؟؟؟ پاکستان کا مطلب کیا؟؟؟

مندروں کے اندر جا کر مورتیوں پر دودھ چڑھانا یا دین مصطفوی ﷺ پر سختی سے کاربند رہنا۔

- صحابہ کرام نے پیٹ پر پتھر باندھ کر بھی نماز نہیں چھوڑی اور تم اعلیٰ کھانے کھا کر کہتے ہو کہ دین پر چلنا مشکل ہے۔

- اب آپ نے اسمبلی میں کس کو لانا ہے؟
جنہوں نے تاجدارِ ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعرے لگائے یا جنہوں نے ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ڈاکہ مارا۔
- پاکستان کی ترقی ناموسِ رسالت اور ختم نبوت پر ڈاکہ ڈال کر نہیں بلکہ تحفظ کر کے ہے۔
- پاکستان کی ترقی میں رکاوٹ کرپٹ اور نااہل حکمران ہیں۔
- ذرا سوچیے! کل ووٹ ڈالتے وقت یہ ضرور سوچنا کہیں تم ان لوگوں کو ووٹ دینے تو نہیں جارہے جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناموس کے تحفظ کرنے والے غازی ممتاز کو قتل کہا اور اُنھیں ظلماً شہید کیا۔
- یارسول اللہ! آپ کی ختم نبوت اور ناموس کے تحفظ کے لیے یمامہ تو نہ جاسکے لیکن یہ پرچی (ووٹ) حاضر ہے تاکہ تخت پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لایا ہوا دین آجائے اور کسی کو ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے کی جرأت نہ ہوسکے۔
- جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین تخت پر ہوگا تو کوئی کسی کا حق نہیں مار سکے گا۔
- کیا پاکستان اس لیے بنایا گیا تھا کہ ختم نبوت پر حملہ کرنے والے آزاد گھومیں اور پہرہ دینے والوں پر دہشت گردی کے مقدمات قائم کر کے مفرور قرار دیا جائے؟ کیا پاکستان اس لیے بنا تھا کہ توہین عدالت پر نوٹس دیا جائے لیکن توہین مذہب پر کوئی نوٹس نہ دیا جائے؟ کیا پاکستان اس لیے بنا تھا کہ ختم نبوت پر پہرہ دینے والوں کو گولیاں مار کر شہید کیا جائے اور ڈاکہ ڈالنے والوں کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی جائے؟ کیا پاکستان اِس لیے بنا تھا کہ توہین رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجرمہ کو پروٹوکول میں رکھا جائے اور پہرہ دینے والے کو دہشت گرد قرار دے کر پھانسی پر لٹکا

دیا جائے؟

- اگر امت مسلمہ ترقی کرنا چاہتی ہے تو رسول اللہ ﷺ کی محبت اپنے دلوں میں مزید پیدا کرے۔
- حضور اقدس ﷺ کی تعظیم وتوقیر ہر مسلمان پر فرض اعظم بلکہ جان ایمان ہے۔
- ہندو اپنے ملک میں مسجدوں کو شہید کر رہے ہیں اور مسلمان کہلانے والے حکمران اپنے ملکوں میں مندر کی تعمیر کروا رہے ہیں۔ عجیب تماشہ ہے!
- تجزیوں اور قراردادوں سے بھی کبھی مظلوم مسلمان بچیوں کی عزتیں محفوظ رہ سکتی ہیں؟ بیٹیوں کی عزتوں کی حفاظت تبھی ہوگی جب حضور ﷺ کا دین تخت پر ہوگا۔
- اگر کوئی اِسلام کی مدد نہ کرنا چاہے تو اِسلام کوئی اس کی مدد کا محتاج نہیں ہے۔ اِسلام تو کمزوروں کو اتنی طاقت دیتا ہے کہ وہ ظالموں کے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں اور فتح یاب ہو جاتے ہیں۔
- یہ ہے وہ شخص جس کے خلاف دن رات پروپیگنڈہ ہو رہا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ پیسے کھا گیا، کوئی کہتا ہے گالیاں نکالتا ہے، کوئی کہہ رہا ہے سخت بولتا ہے، کوئی کچھ، کوئی کچھ جتنے منہ اتنی باتیں، کسی کے باپ کے خلاف کوئی بات کرے تو دیکھتے ہیں کہ وہ کیسے چپ رہتا ہے۔ یہ اپنے مالک کا وفادار ہے باتیں کرنے والو تمہیں کمبلوں میں سردی لگتی ہے۔ یہ ساری رات باہر کھلے آسمان کے تلے اپنے آقا کی عظمت کا پہرہ دے رہا ہے۔ غلط کمنٹ کرنے سے پہلے سوچنا کہیں تم بھی اس نبی کا کلمہ تو نہیں پڑھتے۔ جس کی ختم نبوت اور تحفظِ ناموس رسالت کی یہ چوکیداری کر رہا ہے۔ مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے تلخ لہجے والا انسان سچا ہوتا ہے۔ میٹھا لہجہ اکثر منافقوں کا ہوتا ہے۔